يد الله على الجماعة (ترمذی) لا جماعة إلا بإمارة (دارمی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ تنظیم اہلِ حدیث لاہور

جماعت اہل حدیث کی خصوصی ترجمان

بانی: مجتہد العصر محقق دوراں حافظ محمد عبداللہ روپڑی محدث رحمہ اللہ

سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ

پاسبان: حافظ محمد جاوید روپڑی رحمہ اللہ

نگران اعلیٰ: صاحبزادہ عارف سلمان روپڑی

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی

جلد 58 | شمارہ 13 | جمعۃ المبارک 4 تا 10 اپریل 2014 | فون 042-37656730 | فیکس 042-37659847

سجدہ

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہر وہ عمل جو اللہ کی رضا و خوشنودی کے لیے کیا جائے شیطان اس سے ناخوش ہوتا ہے اور وہ عمل جس سے اللہ ناراض ہوتا ہے شیطان اُس کے کرنے پر خوش ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جن و انس کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے اور تخلیقی غرض کی تکمیل کا سب سے بہترین طریقہ نماز ہے جو انسان کو فرش سے عرش تک لے جاتی ہے اور رب تعالیٰ کے اس قدر قریب کر دیتی ہے کہ بندۂ مومن کی پیشانی حالت سجدہ میں اللہ وحدہ لاشریک کے قدموں میں ہوتی ہے۔ نماز کے افعال میں سب سے اہم فعل سجدہ ہے۔ سجدہ اعمال صالحہ کی معراج ہے۔ سجدہ عبدیت و تذلل کا اظہار اور معبود کی کبریائی و شان کے اعتراف کا سب سے مضبوط ذریعہ ہے۔ صحیح مسلم میں سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے لہٰذا تم لوگ سجدہ میں بکثرت دعا کیا کرو"

سجدہ ایک ایسی عبادت ہے جس کے ذریعے انسان اللہ کے حضور اپنے عجز و درماندگی اپنی عبدیت و عبودیت اور بندگی و نیازمندی کا اظہار کرتا اور اپنی مرادیں اور بخشش طلب کرتا ہے۔ اب جدید میڈیکل سائنس کی روشنی میں سجدہ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں سجدہ انسان کو کئی ایک جسمانی و نفسانی بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ گویا انسانی بیماریوں اور بدنی امراض کے لیے سجدہ ایک فطری معالج اور قدرتی ٹانک کی حیثیت رکھتا ہے۔ سجدہ کرنے سے سانس کی نالی میں نزلے کی گراوٹ کا عمل رُک جاتا ہے، اسی طرح الرجی کے باعث پیدا ہونے والے امراض کے خاتمے میں بھی مدد ملتی ہے اس کے علاوہ کینسر یا اور آلودگی کی بنا پر پیدا ہونے والے امراض کا بھی سد باب ہوتا ہے۔

www.jaamia.com weekly.tanzeem@gmail.com

درس حدیث

حافظ عبدالوحید روپڑی (سرپرست جماعت اہلحدیث)

حصول امن کے سنہری اصول بزبان رسول مقبول

معاشرے میں قیام امن کے لیے زوجین کا باہمی احترام کرنا بھی ممد اور معاون ثابت ہوتا ہے۔ گذشتہ شمارہ میں خاوند کے ذمہ بیوی کے حقوق بیان کیے گئے اور ان سطور میں بیوی کے ذمہ خاوند کے حقوق بیان کیے جاتے ہیں۔ ان حقوق میں سے ایک خاوند کی خدمت کرنا ہے اور ہمارے عرف عام میں بھی خاوند کی خدمت بیوی کا فریضہ قرار دیا جاتا ہے اور اسے پورا نہ کرنے والی عورت کو معاشرہ میں اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ حضرت حصین بن محصن سے مروی ہے کہ میری پھوپھی دربار رسالت مآب میں کسی حاجت کے لیے حاضر ہوئیں تو فراغت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سوال کیا، کیا تمھارا خاوند موجود ہے اس نے عرض کیا ہاں اللہ کے رسول تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے خاوند کی خدمت کے متعلق دریافت کیا۔ انھوں نے عرض کی ان کی ہر طرح خدمت کرتی ہوں سوائے اس کے کہ میں عاجز آجاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **فَانْظُرِي أَيْنَ أَنْتِ مِنْهُ فَإِنَّمَا هُوَ جَنَّتُكِ وَنَارُكِ** تم اچھی طرح جائزہ لے لینا کہ تم اس سے کس طرح کا سلوک کرتی ہو، وہی تمھاری جنت اور جہنم ہے۔ (الموسوعة الحديثية مسند امام احمد ج31 ص341 رقم الحديث:19003) یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاوند کی خدمت دخول جنت کا سبب بتلایا ہے۔

بیوی کے ذمہ خاوند کا دوسرا حق یہ ہے کہ وہ اپنے خاوند کی اطاعت کرے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاوند کی فرمانبردار خاتون کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جب کوئی عورت پانچ وقت کی نماز ادا کرے، رمضان المبارک کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے۔ **قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ** اسے روز قیامت کہا جائے گا تم جس دروازہ سے چاہو جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (الموسوعة الحديثية مسند امام احمد ج3 ص199 رقم الحديث:1661)

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں دو آدمیوں کی نماز ان کے سروں سے اوپر نہیں جاتی۔ ایک اپنے مالک سے بھاگا ہوا غلام، دوسری اپنے خاوند کی نافرمان عورت جب تک فرمانبردار نہ بن جائے۔ (صحيح الترغيب والترهيب كتاب النكاح باب ترغيب الزواج ج2 ص419 رقم الحديث:1948) یاد رہے شریعت کی مخالفت میں خاوند کی اطاعت کرنا جائز نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں اطاعت صرف نیکی کے کاموں میں ہے

(بقیہ ص:8)

جماعت اہلحدیث کی خصوصی ترجمان
ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور

مدیر انتظامی
حافظ عبدالوہاب روپڑی
فاضل ام القری مکہ مکرمہ

ادا ریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

جرائم کی بڑھتی ہوئی وارداتیں حکومت کے لیے لمحہ فکریہ!

وطن عزیز میں سٹریٹ کرائمز، چوری، ڈکیتی، رہزنی، قتل وغارت، جنسی جرائم میں روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔ صبح اخبار اُٹھائیں تو ہر صفحہ ان جرائم سے بھرا نظر آتا ہے۔ ٹی وی پر روزانہ بیسیوں وارداتوں کی خبر ملتی ہے اور حد تو یہ ہے کہ روزانہ پانچ، سات سالہ بچیوں کی آبرو ریزی کے واقعات رپورٹ ہوتے ہیں۔ ایک نو سالہ بچے کے خلاف گیارہ ماہ کی بچی کے ساتھ جنسی جرم کا مقدمہ درج ہوا۔ جرائم کی اس ہوشربا کثرت کے پیچھے کارفرما عوامل کی طرف توجہ دینا اشد ضروری ہے۔

ایک مرتبہ ہالینڈ کے ایک مخصوص علاقے میں جرائم بڑھ گئے۔ حکومت نے جرائم میں ایک دم اضافے پر ایک کمیشن قائم کیا کہ وہ وجوہات معلوم کی جائیں جن کی بنا پر اس قدر جرائم میں اضافہ ہوا ہے، کمیشن نے علاقے کا ہر لحاظ سے جائزہ لیا، مکمل سروے کیا بالآخر تمام ارکان اس نتیجے پر پہنچے کہ علاقے میں صفائی کا خاطر خواہ انتظام نہیں کیا جا رہا، عملہ کام چور بن گیا ہے اور ذمہ داران آنکھیں بند کیے ہوئے ہیں۔ ناقص صفائی اور غلاظت و تعفن سے لوگوں میں قوت برداشت کی کمی ہو گئی ہے، معمولی باتوں پر غصے میں آپے سے باہر ہو جانا، ٹینشن اور ڈپریشن کا لوگ شکار ہو رہے ہیں نتیجتاً لڑائی جھگڑے اور دیگر جرائم بڑھ رہے ہیں۔ حکومت نے فی الفور اس علاقے میں صفائی کا انتظام بحال کرایا اور رفتہ رفتہ لوگوں کی قوت برداشت بحال ہونے کے ساتھ ساتھ جرائم میں بھی کمی واقع ہونا شروع ہو گئی۔

آج اگر وطن عزیز میں جرائم کی اس بڑھتی ہوئی شرح کا جائزہ لیا جائے اور ماہرین پر مبنی کوئی کمیشن تشکیل دیا جائے جو بغیر کسی دباؤ کے دیانتدارانہ طور پر جرائم میں اضافے کے اسباب تلاش کرے اور حکومت اس کا تدارک کرے تو یقیناً جرائم میں نمایاں کمی لائی جا سکتی ہے۔ میری ناقص رائے میں جو اسباب وعلل ہو سکتے ہیں وہ حکومت اور قارئین کی خدمت میں پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اس

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی
نائب مدیر: مولانا عبداللطیف حلیم
منیجر: حافظ عبدالظاہر 0300-8001913
Abdulzahir143@yahoo.com
کمپوزنگ: وقار عظیم بھٹی 0300-4184081

فہرست

درس حدیث	1
اداریہ	2
الاستفتاء	5
تفسیر سورۃ الانعام	6
شرعی و خود ساختہ نظام عدل کا جائزہ	9
توہم پرستی کی حقیقت......	12

زر تعاون

فی پرچہ۔۔۔۔10 روپے
سالانہ۔۔۔500 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 350 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمن گلی نمبر 5 چوک دالگراں لاہور 54000

پر مزید پیش رفت بھی ہو سکتی ہے، اگر ارباب بست وکشاد ملک کو درپیش اس اہم مسئلے کو حل کرنا چاہتے ہوں تو ہم ان مبادیات کا تذکرہ ان صفحات میں کرنا چاہیں گے کیونکہ ہمارے موٴقر جریدے کا مقصد ہی عوام الناس کی اصلاح ہے۔

اولین سبب جو جرائم میں اضافے کا موجب ہے وہ ہماری نوجوان نسل کی دین سے دوری ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین سے وابستگی کا پہلا ثمر تقویٰ ہے کہ ہر حال میں خلوت وجلوت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہو کر اپنے اعمال کی جوابدہی کا احساس انسان کو جرم کے وقتی فوائد اور عارضی لذت وشہوت سے باز رکھنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

صحابہ کرامؓ سے اگر تنہائی میں بھی کوئی گناہ سرزد ہو جاتا تھا تو فوراً عدالت نبویؐ میں خود حاضر ہو کر اقبال جرم کر کے سزا کا تقاضا کیا کرتے تھے۔ اولاً تو یہ خوف اتنا غالب ہوتا تھا کہ جرم کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ دس سالہ عہد نبویؐ میں ریاست مدینہ میں کل اتنے جرائم ہوئے کہ انھیں انگلیوں پر گناہ جا سکتا ہے اور پھر ان جرائم میں وہ مجرم بھی شامل ہیں کہ کسی فرد نے ان کو گناہ کرتے نہیں دیکھا لیکن تقویٰ جو کہ دین کا ثمر ہے اس قدر زندگی پر غالب ہوتا کہ خود اقبال جرم کر کے سزا پاتے۔

دوسرا بڑا سبب جس پر حکومت سے زیادہ والدین کو اپنی اولاد پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے وہ موبائل فون، ٹی وی، ڈش، انٹرنیٹ، میل وغیرہ جیسے آلات کے استعمال ہیں۔ یہ ایجادات جہاں انسان کے لیے انتہائی مفید ہیں وہاں انتہائی مضر بھی ہیں۔ اس کی افادیت اور مضرت پر لکھنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہر فرد اس کی افادیت سے بھی واقف ہے اور اس کے ضرر سے بھی۔

تیسرا سبب نوجوانوں میں بے روزگاری ہے۔ موجودہ حکومت نے اس کا حل یہ نکالا ہے کہ نوجوانوں کو کم شرح سود پر قرضے دینے کی سکیم جاری کی ہے۔ پہلی بات یہ کہ سود کی شرح کم ہو یا زیادہ، یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ اپنے ایمان کا بھی خاتمہ ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ جنگ میں جیت نہیں سکتی۔

دوم کاروباری تجربے کے فقدان کی بدولت نوجوان اس رقم سے کماحقہ ویسے بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ بہتر ہوتا کہ حکومت تجربہ کار لوگوں کے ساتھ شراکت میں ایسے لوگوں کو تعلیمی ادارے، فیکٹریاں، تجارت اور کاروبار میں شامل کرتی جس سے ان کی افرادی قوت اور سرمایہ ضائع ہونے سے بچ جاتا۔ ملک کے کروڑوں بچے ابتدائی تعلیم سے محروم ہیں ملک کے جو معروف تعلیمی ادارے ہیں ان کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ مفت میں ان نوجوانوں کو فرنچائز کی سہولت دیں اور حکومت ان کو رقم دینے کی بجائے تعلیمی ادارے کھول دیتی۔ جس میں یہ بے روزگار نوجوان اُستاد بھی ہوتے اور مالک بھی۔

چوتھا سبب جرائم کو کنٹرول کرنے والے اداروں کی نااہلی ہے۔ انگریزی کا ایک قانونی محاورہ ہے ''Law is always and step liehind the crime'' یعنی قانونی جرم سے ایک قدم پیچھے رہتا ہے لیکن ہماری پولیس تو اولاً جرم کا پیچھا ہی نہیں کرتی اور اگر پیچھا کر بھی لے تو جرم سے کئی سو قدم پیچھے رہتی ہے۔ گاڑی چوری کی وارداتیں جو ملک میں عام ہو گئی ہیں۔ ان کے بارے میں مشہور ہے کہ صوبہ K.P.K میں کوئی حاجی صاحب بادشاہ نامی ہیں ملک کے کسی بھی صوبے سے گاڑی چوری ہو جائے ان کے پاس چلے جائیں وہ رقم لے کر آپ کی گاڑی آپ کو واپس کر دیں گے۔

تقریباً نوے فیصد گاڑیاں شنید ہے کہ وہیں پہنچتی ہیں۔ان کی سفارش تلاش کریں جس کے بارے میں سنا ہے کہ عام طور پر وہ سفارش پولیس کے کسی اعلیٰ افسر کی ہوتی ہے۔ان کے تہہ خانے سے اپنی گاڑی تلاش کریں۔قیمت کا ٹک مکا کریں اور اپنی گاڑی واپس لے آئیں۔اگر آپ کے پاس گاڑی کے کاغذات نہیں ہیں تو کوئی پریشانی نہیں وہ گاڑی پر اپنا مخصوص سٹیکر لگا دیں گے،راستے میں کسی چیک پوسٹ پر آپ کو روکا نہیں جائے گا جس ملک میں مجرم اتنے طاقتور ہوں تو پھر ان کے کارندے کیوں نہ دندنا کر جرم کریں گے۔

صوبہ سندھ میں شنید ہے کہ ہر وڈیرے جاگیردار میں اپنے ڈاکوؤں کی فوج ظفر موج رکھی ہوئی ہے اور یہ وڈیرے اتنے طاقتور ہیں کہ علاقے کا ایس ایچ او ان کی مرضی سے تعینات ہوتا ہے اور ان کی فرمانبرداری کرتا ہے اور یہی حال بلوچستان کے سرداروں کا ہے۔کراچی میں مختلف سیاسی ومذہبی جماعتوں نے اپنے دہشت گرد گروہ رکھے ہوئے ہیں۔ظاہر ہے جب مذہبی اور سیاسی رہنما پشت پناہی کرنے والے ہوں پھر بھتہ دینے سے انکار کرنے والوں کو گولی نہیں ماریں گے تو لوگوں کو عبرت کیسے حاصل ہوگی۔

چنانچہ آج کراچی بھتہ خوروں کے رحم وکرم پر ہے۔اس کار بد میں شریک ہر سیاسی و دینی جماعت کو لوگ،میڈیا،پولیس اچھی طرح جانتے ہیں۔یہ بات تسلیم کہ نواز شریف حکومت کو سابقہ حکومتوں کی طرف سے ورثے میں بے پناہ مسائل ملے ہیں۔ملکی معیشت تباہ حال،انرجی سیکٹر وآکسیجن ٹینٹ میں پڑا آخری سانسیں لے رہا تھا۔ملکی کرنسی نیچے ایسے گری ہوئی تھی کہ اٹھنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔جرائم قابو سے باہر،مہنگائی کا جن بوتل سے باہر رقص ابلیس کر رہا تھا جو کہ بوتل میں واپس جانے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔

تمام مسائل اپنی جگہ اہم ہیں لیکن جب ایک آدمی جرائم پیشہ لوگوں کی وجہ سے نہ گھر میں محفوظ نہ سڑک پر نہ بازار میں نہ مسجد میں تو پھر عوام الناس کے لیے یہ مسئلہ تمام مسائل سے بڑھ جاتا ہے کیونکہ ان جرائم پیشہ لوگوں کے ہاتھوں جب نہ کسی کا مال محفوظ نہ عزت نہ جان تو حکومت کے لیے بھی سب سے بڑا چیلنج یہی ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کی عزت وآبرو اور جان ومال کو محفوظ بنائے۔اس کے لیے حکومت کو بڑے بڑے پہاڑوں سے ٹکرانا پڑے گا لیکن جب حکومت اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے ان پہاڑوں سے ٹکرانے کا عزم صمیم کرلے تو یہ پہاڑ ریت کے ٹیلے بن جائیں گے۔جب حکومتیں جرائم کے خاتمے کا تہیہ کرلیں تو پھر وطن عزیز کا چپہ چپہ ہی نہیں برطانیہ کے قلعوں سے بھی مجرم مجرم کی آوازیں آنا شروع ہوجاتی ہیں۔پھر کوئی سبز عمامہ کسی کے کالے کرتوتوں کے سامنے نقاب نہیں پہنتا اور پھر اللہ کا شکر ہے کہ پیارے وطن میں کوئی غرقد بھی نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ شرک کی حکومت کو تو برداشت کرلیتا ہے لیکن ظلم کی حکومت کو نہیں،جرائم ہی ظلم کی حکومت ہیں۔میاں نواز شریف ان مجرموں کے خلاف اعلان جہاد کریں پوری قوم ان کی پشت پر کھڑی ہوگی۔ورنہ یاد رکھو وطن عزیز میں تمہاری حکومت کے دوران عوام کے ساتھ جتنے جرائم ہوں گے کل قیامت کے دن ان سب کا حساب حکمرانوں کو دینا پڑے گا۔اُمت مسلمہ پر حکومت مخملی سیج نہیں بلکہ کانٹوں کا بستر ہے۔

چمن میں میری تلخ نوائی بھی گوارا کر
کہ زہر بھی کرتا ہے کبھی کارِ تریاقی

☆......☆......☆

الاستفتاء

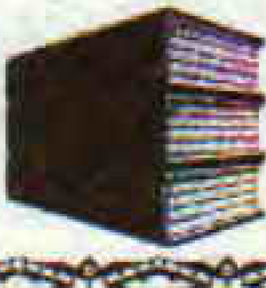

حافظ عبدالوہاب روپڑی

رخصتی کے وقت دلہنوں کا غلطی سے تبدیل ہونا؟

سوال: ایک ہی گھر اور ایک ہی وقت میں دو بہنوں کی باراتیں اکٹھی مختلف مقام سے آتی ہیں، دونوں کے نکاح بھی ہوئے ایجاب وقبول انہی لڑکوں کے ساتھ ہوا جن کی طرف سے وہ منسوب تھیں لیکن رخصتی کے وقت وہ غلطی سے تبدیل ہو گئیں جبکہ ان کے آپس میں تعلقات بھی قائم ہوئے لیکن دوسرے دن معلوم ہوا کہ یہ اصل دلہنیں نہیں بلکہ غلطی سے غلام کی دلہن فرید کے ساتھ اور فرید کی دلہن غلام کے ساتھ رخصت کر دی گئی ہے۔ اب قرآن وحدیث کی روشنی میں اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں کہ شریعت میں ان کے متعلق کیا حکم ہے؟

ایک سائل

الجواب بعون الوہاب: بشرط صحت سوال قرآن مجید میں ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا، فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ "اے ایمان والو جب تم کسی مومنہ عورت سے شادی کرو اور تم اس کو چھونے سے پہلے طلاق دے دو پھر تمہارے لیے روا نہیں کہ تم ان کے لیے عدت شمار کرو تم ان کو فائدہ دو یا ان کو اچھے طریقے سے چھوڑ دو۔" قرآن مجید نے ایسی عورت جسے خلوت صحیحہ اور جماع سے قبل طلاق دی جائے اس کی عدت بیان نہیں کی بلکہ صراحت کے ساتھ اس کی عدت کی نفی بھی کی ہے۔ حدیث نبوی میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ قَدْ تَجَاوَزَ لِيْ عَنْ اُمَّتِيْ الْخَطَاَ وَالنِّسْيَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوْا عَلَيْهِ "اللہ تعالی نے میری خاطر میری امت کو غلطی، بھول اور وہ کام معاف کر دیے ہیں جن پر انہیں مجبور کیا گیا ہو۔" (ابن ماجہ کتاب الطلاق باب طلاق المکرہ والناسی) غلطی سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص کوئی کام کرنا چاہتا تھا لیکن بلا ارادہ غلط کام ہو گیا اس پر گناہ نہیں، تاہم اس لیے اپنے کام کو صحیح انداز میں کرنا یا اس کی مناسب طریقہ سے تلافی کرنا ضروری ہے اور بھول سے مراد یہ ہے کہ کام کرنے والے کو اسے سرانجام دینا یاد نہ رہے جیسے انسان کو نماز پڑھنا یاد نہ رہے یا حالت روزہ میں غیر شعوری طور پر کچھ کھا پی لینا وغیرہ۔ صورت مسئولہ میں ایجاب قبول صحیح اور درست ہوئے لیکن رخصتی کے وقت غلام کی دلہن فرید اور فرید کی دلہن غلام کے ساتھ رخصت کر دی گئی اور اسی حالت میں جماع بھی ہوا چونکہ یہ کام دانستہ نہیں ہوا بلکہ غلطی سے ہوا ہے لہٰذا شریعت کی رو سے اس پر کوئی مواخذہ نہیں جیسا کہ مذکورہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہے۔ اب ان کے آباد ہونے کی دو صورتیں ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ عورتیں اپنے اصل خاوندوں جن کے ساتھ ان کا نکاح ہوا ہے اُن کے پاس واپس چلی جائیں اگر وہ حاملہ نہیں تو وہ ایک حیض عدت استبراء رحم گزاریں لیکن استبراء رحم سے پہلے زوجین کا آپس میں ازدواجی تعلقات قائم کرنا شرعاً درست نہیں ہوگا یعنی اکٹھے تو رہ سکتے ہیں مگر مجامعت نہیں کر سکتے اس کے علاوہ ایک دوسرے سے فائدہ بھی اٹھا سکتے ہیں اگر یہ حاملہ ہوں تو پھر بھی اپنے اصلی خاوندوں کے پاس چلی جائیں لیکن وضع حمل سے پہلے یہ آپس میں مجامعت نہیں کر سکتے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: لَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اَنْ يَسْقِيَ مَاءَهُ زَرْعَ غَيْرِهِ يَعْنِيْ اِتْيَانَ الْحَبَالٰى "جو شخص اللہ تعالی اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے کسی دوسرے کی کھیتی کو پانی دینا حلال نہیں اس سے آپ کی مراد حاملہ عورتوں سے مباشرت تھی۔" (ابوداود کتاب النکاح باب فی وطء السبایا ص 374 رقم الحدیث: 2158)

(بقیہ ص:8)

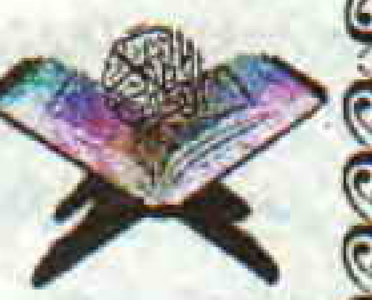

تفسیر سورۃ الانعام

حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ) (قسط نمبر 34)

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا ۗ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ۖ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ۝ قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۖ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ۝ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمُ الَّذِينَ يَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ هَٰذَا ۖ فَإِنْ شَهِدُوا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ۝

''عنقریب مشرک یہ کہہ دیں گے کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم اور ہمارے آباؤ اجداد نہ تو شرک کرتے اور نہ ہی ہم کسی چیز کو حرام قرار دیتے، انھی کی طرح ان لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا جو ان سے پہلے تھے یہاں تک کہ انھوں نے ہمارے عذاب کا مزہ چکھ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہئے کہ اگر تمھارے پاس کوئی علم کی بات ہے تو لاؤ ہمیں بھی دکھاؤ، تم تو محض گمان کے پیچھے پڑے ہوئے ہو اور جو بات بھی کرتے ہو بغیر دلیل کے کرتے ہو (۱۴۸) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اللہ کی حجت کامل ہے لہٰذا اگر وہ چاہتا تو سب کو ہدایت دے دیتا (۱۴۹) آپ ان سے کہیے کہ اپنے وہ گواہ (تو) لاؤ جو یہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ نے واقعی ان چیزوں کو حرام قرار دیا ہے، پھر اگر وہ (خلاف حقیقت) گواہی دے بھی دیں تو آپ ان کے ساتھ گواہی نہ دیجئے گا اور نہ ہی ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے لگنا کیونکہ جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں آخرت پر ایمان بھی نہیں رکھتے اور دوسروں کو اپنے رب کا ہمسر ٹھہراتے ہیں۔ (۱۵۰)''

مشکل الفاظ کے معانی:

ذَاقُوا:	انھوں نے چکھ لیا
بَأْسَنَا:	ہمارا عذاب
تَخْرُصُونَ:	تم بغیر دلیل کے بات کرتے ہو
الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ:	کامل حجت
هَلُمَّ:	تم لاؤ
يَعْدِلُونَ:	وہ دوسروں کو (اپنے رب کا) ہمسر بناتے ہیں

ماقبل سے مناسبت:

سابقہ آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل جاہلیت کا بغیر کسی دلیل کے دین میں کچھ باتیں شامل کرنے کا تذکرہ کیا تھا اور ان آیات میں ان کے کفر پر قائم رہنے کے لیے پیش کئے گئے بہانوں کا تذکرہ ہے۔

التوضیح:

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا

مشرکین اپنے شرک پر قائم رہنے اور اپنی طرف سے حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دینے پر یہ دلیل پکڑتے ہیں کہ ہمارا شرک پر قائم رہنا، حلال و حرام کی تعیین کرنا اللہ تعالیٰ کی مشیت، قدر اور قضا کے مطابق ہے۔ اسی طرح ان کے والدین کا شرک پر قائم رہنا بھی قدر اور قضا کا تقاضا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم اور ہمارے آباؤ اجداد کبھی یہ کام نہ کرتے ان کی یہ دلیل ایسے ہی تھی جیسے ان سے پہلے مشرک لوگ دلیل دیا کرتے تھے جو قَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ نَحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ

شَيْءٍ ۔ مشرک لوگ (ان سے پہلے بھی) یہی کہا کرتے تھے کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرتے۔[النحل :35]

مشرکین مکہ نے بھی اپنے شرک وکفر پر وہی دلیل پیش کی جو سابقہ مشرک قومیں پیش کیا کرتی تھیں جس طرح یہ دلیل ان سابقہ مشرک قوموں کے کام نہ آئی اسی طرح مشرکین مکہ کے لیے بھی یہ دلیل بے فائدہ ہوگی۔

دلیل فاسد اوراس کی وجوھات:

مشرکین کی مذکورہ دلیل کے فاسد اور باطل ہونے کی متعدد وجوہات ہیں۔

(۱) كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَأْسَنَا

اگر ان کی یہ دلیل صحیح ہوتی تو ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل نہ ہوتا،عذاب الٰہی کا نزول ان کی اس خود ساختہ اور بے بنیاد دلیل کے فاسد ہونے کے لیے ہی کافی تھا(۲) قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا

دلیل کے لیے اس کی بنیاد علم اور برہان پر ہونا ضروری ہے،اگر اس کی بنیاد گمان اور اندازے پر ہو تو حق کے مقابلہ میں یہ باطل ہوا کرتی ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تمھاری دلیل علم پر مبنی ہے تو اس کا ثبوت پیش کرو(۳) اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ اللہ تعالیٰ نے اس دلیل کی بنیاد گمان اور اندازے بتلائے ہیں اور اُن کے ہاں ایسی دلیل کی کوئی حیثیت اور قدر و قیمت نہیں ہوتی۔

قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ حجت بالغہ صرف اللہ ہی کے پاس ہے اور یہ کسی انسان کے لیے کوئی عذر باقی نہیں رہنے دیتی جس پر تمام انبیاء،تمام آسمانی کتب،آثار انبیاء اور فطرت سلیم متفق ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو قدرت اور ارادہ عطا کیا ہے جس کے ذریعے وہ ان تمام افعال کے ارتکاب پر قدرت رکھتا ہے جس کا اُسے مکلف بنایا گیا ہے اور اسے کسی ایسی چیز کی تکلیف نہیں دی گئی جس پر وہ قدرت نہ رکھتا ہو اور نہ ہی کسی ایسی چیز کو حرام کہا گیا ہے جس کو ترک کرنے کی اس میں طاقت نہ ہو اس کے بعد قضا اور قدر کو دلیل بنانا اپنی جان پر ظلم اور سراسر عناد ہے۔

فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر جبر نہیں کیا بلکہ ان کے افعال کو ان کے اختیار کے تابع کیا ہے اگر وہ چاہیں تو کسی فعل کا ارتکاب کریں اور اگر نہ چاہیں تو وہ کام نہ کریں جس کا مشاہدہ ہم اپنی روزمرہ زندگی میں کرتے ہیں حرکت اختیاری اور حرکت جبری میں بآسانی فرق ہوسکتا ہے اگر اللہ تعالیٰ تمام کو راہ راست پر جمع کر دیتے تو یہ جبر ہوتا جو کہ اس کی شان کے لائق نہیں اور انسان کو افعال کے ارتکاب کا اختیار ملنا بھی مشیت الٰہی کے تحت ہے۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا یقیناً ہم نے اُسے (انسان کو) راستہ دکھایا اب شکر گزار بنے یا ناشکرا۔[الدھر:3]

انسان کو اپنے گناہوں پر قضا اور قدر کو دلیل بنانے سے پہلے سوچ لینا چاہیے کہ اگر کوئی اس کا مال زبردستی چھین کر قضا اور قدر کو بطور دلیل پیش کرے تو کیا یہ شخص اس کی دلیل کو تسلیم کرنے کے لیے تیار ہوگا؟ ہرگز نہیں۔تعجب کی بات ہے اللہ کی نافرمانی پر قضا اور قدر کو بطور دلیل پیش کیا جائے لیکن خود اسے قبول کرنے کے لیے تیار نہیں۔

قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ۝ مشرکین اپنے اوپر از خود حرام کردہ چیزوں کی حرمت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر دیتے تھے تو یہاں ان کے اس باطل دعوے پر دلیل طلب کی گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے کہ مشرکین سے اس تحریم کے گواہ طلب کریں اور دلائل مانگیں۔اسی لیے مشرکین کو کہا گیا کہ تم اپنے گواہوں کو لاؤ جو تمھارے اس دعویٰ کی تصدیق کریں جبکہ وہ اس پر گواہی پیش نہیں کر سکتے اگر ان کے گواہ گواہی دیں پھر آپ ان لوگوں کے ساتھ اس بات پر گواہی نہ دیں کیونکہ یہ لوگ اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے اللہ کی آیات کو جھٹلاتے ہیں اور آخرت پر ایمان بھی نہیں لاتے اور یہ اپنے رب کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔

اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ گواہی اس انسان کی قبول کی جائے گی جو اپنی خواہشات کی اتباع نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آیتوں کی تصدیق کرے اور یوم آخرت پر پختہ ایمان رکھنے کے ساتھ

ساتھ وہ شرک نہ کرتا ہو اور اس کے پاس یقینی علم ہو۔ گواہی کے لیے علم یقینی کا ہونا انتہائی ضروری ہے کیونکہ یہ علم دینی امور میں وحی الٰہی کے ساتھ ہوتا ہے تو یہ وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی تھی۔ اسی بنا پر مشرکین کے پاس اپنے دعویٰ کے سچے ہونے کا یقینی علم بھی نہیں تھا اس لیے وہ اپنے دعویٰ کی سچائی پر گواہی پیش کرنے سے عاجز رہے۔

اخذشدہ مسائل:

(۱) مشرکین کا اپنے شرک اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر عذر پیش کرنا جبریہ کے قول (انسان اپنے افعال اور اعمال میں مجبور کیا جاتا ہے) کے مشابہ ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انسان با اختیار بنا کر اسی اختیار کو حق کے لیے استعمال کرنے پر اپنی کتابوں اور رسولوں کے ذریعہ اس کی مدد فرمائی ہے (۲) عام طور پر انسان اپنے آباؤاجداد کی گمراہی کو دیکھ کر گمراہی پر ہی قائم رہتا ہے (۳) اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے بدلے انسان پر عذاب نازل ہوتا ہے (۴) انسان کو علم سے کام لینا چاہیے محض فرضی قصے کہانیوں اور اندازوں پر اپنے عمل کی بنیاد نہیں رکھنی چاہیے (۵) اگر انسان محض مجبور ہوتا تو کوئی بھی اللہ تعالیٰ کا نافرمان نہ ہوتا (۶) دینی امور میں بھی گواہی طلب کی جا سکتی ہے لیکن وہ گواہی علم وحی کی ہوگی (۷) اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلانے، آخرت پر ایمان نہ لانے اور شرک کا ارتکاب کرنے والے مشرکوں کی گواہی دینی امور میں قابل قبول نہیں ہوگی۔

بقیہ: فتویٰ

اسی طرح عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے حصہ میں یوم جلولاء کو ایک خوبصورت لونڈی آئی اور وہ اپنے نفس پر قابو نہ پا سکے انھوں نے اس کے ساتھ بوس وکنار کرنا شروع کر دیا، لوگ ان کو دیکھ رہے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ کتاب النکاح باب فی الرجل یستبری الامۃ ج۳ص 197 رقم الحدیث: 16921) عبداللہ بن عمرؓ کے اس فعل سے بھی ثابت ہوا کہ استبراء رحم کے بغیر صرف جماع ہی منع ہے، اس لیے وہ فوراً اپنے خاوندوں کے پاس چلی جائیں کیونکہ استبراء رحم سے قبل وہ بحیثیت میاں بیوی اکٹھے ایک چھت تلے رہ سکتے ہیں لیکن وہ ازدواجی تعلقات قائم نہیں کر سکتے اور ایک دوسرے کے جسم سے وہ (جماع کے علاوہ) فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اگر وہ موجودہ صورت قائم رکھنا چاہیں تو پھر ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں اور دونوں خاوند اپنی اپنی منکوحہ کو طلاق دے دیں تو پھر بھی استبراء رحم کے بعد دوبارہ نکاح جدید کے ساتھ موجودہ صورت قائم رکھی جا سکتی ہے۔ اس کے ساتھ فریقین اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں اور حسب استطاعت صدقہ بھی ادا کریں۔ فقط

بقیہ: درس حدیث

بیوی کے ذمہ خاوند کا تیسرا حق یہ ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے کیونکہ آپ نے اس طرح کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب النکاح باب لا تاذن المراۃ فی بیت زوجہا ج19ص 115 رقم الحدیث: 5195) اس کے علاوہ چوتھا حق یہ ہے کہ عورت اپنے خاوند کے مال کی حفاظت کرے اور پانچواں حق یہ ہے کہ خاوند کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں داخل نہ ہونے دے۔ (حوالہ مذکورہ) چھٹا حق یہ ہے کہ بیوی خاوند کی شکرگزار رہو اور اُس کی ناشکری نہ کرے کیونکہ آپ نے جہنم میں عورتوں کی اکثریت کے دخول کا سبب خاوند کی ناشکری بتلایا ہے۔ (بخاری بشرح الکرمانی باب کفران العشیر ج19ص 116 رقم الحدیث: 5197) ایک دفعہ آپ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ ایسی عورت کی طرف نظر رحمت سے دیکھتا ہی نہیں جو اپنے خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔ معاشرہ میں بدامنی اور فتنہ وفساد کا ایک سبب میاں بیوی کی ناچاکی اور ایک دوسرے کے حقوق کی عدم ادائیگی ہے۔ اگر زوجین کی زندگی پرسکون ہو تو اس سے ایک اچھا خاندان تشکیل پاتا ہے اور اچھے خاندانوں سے اچھے معاشرہ کی تشکیل ہوتی ہے، اس سے ثابت ہوا کہ ایک بہترین اور پرامن معاشرہ کی بنیاد زوجین کے باہمی حقوق کی ادائیگی پر ہے۔

شرعی وخودساختہ نظامِ عدل کا جائزہ

عطا محمد جنجوعہ

قسط نمبر 2 آخری

اس وقت سعودی عرب میں اسلامی نظامِ عدل کی حکمرانی ہے۔ برطانوی سروے کے مطابق سعودی شہری، دنیا میں زیادہ مطمئن اور یہاں کا معاشرہ سب سے زیادہ پرامن تسلیم کیا گیا۔ دیگر مسلم ممالک میں خودساختہ نظامِ عدل رائج ہے۔ وہاں ہر سال پہلے کی نسبت جرائم میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ تحریک انصاف کے سربراہ نے اعتراف کیا ہے: "سوات کے لوگوں کو قاضی عدالتوں سے انصاف ملتا تھا وہ اس سے مطمئن تھے، مگر ۱۹۷۴ء میں اسے پاکستانی قوانین اور عدالتی نظام سے تبدیل کر دیا گیا، مصدقہ اطلاعات کے مطابق ۱۹۷۴ء تک قتل کی وارداتیں صرف ۱۰ ہوئیں، جو ۱۹۷۴ء میں ہی ۷۰۰ تک جا پہنچیں۔" [روزنامہ جنگ ۲۰۰۹ء] شرعی نظامِ عدل کی اساس تقویٰ پر ہے جیسا کہ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى﴾ "عدل کرو کہ یہی تقویٰ کے قریب تر ہے۔" [المائدۃ:۸]

متقی روزِ محشر اللہ کے سامنے جواب دہی کے خوف سے انصاف کا دامن تھامے گا۔ وہ رنگ، زبان، نسل، وطن اور مذہب و مسلک کی بنیاد پر کسی سے امتیازی سلوک نہ کرے گا۔ تقویٰ ہی عدل کے دونوں پلڑوں کے توازن کو برقرار رکھنے کا فطری نظام ہے جس کی روح دین اسلام ہے۔

خاندان، معاشرہ اور رہائشی اُمور میں باہمی تنازعوں کا رونما ہونا فطری امر ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کے حل کے لیے نسخہ بیان فرمایا ہے ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ "پھر آپس میں کسی چیز میں جھگڑا کرو تو اُسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹاؤ" [النساء:۵۹]

مفسرین کا اتفاق ہے کہ کوئی بھی دینی یا دنیاوی جھگڑا ہو تو اس کا فیصلہ اللہ سے، اس کی کتاب قرآن مجید یا رسول یعنی اس کی سنت احادیث کے موافق کرانا ہے۔ جب شرعی قوانین کا ماخذ کتاب وسنت ہو، تقویٰ جس کی بنیاد ہو تو اس معاشرہ میں ریاست میں جرائم کی شرح کم ہو جاتی ہے۔

خودساختہ عوامی نظامِ عدل دراصل خواہشات نفسانی کا ایجنڈا ہوتا ہے۔ عوامی حکومت کے دور میں حکمران پارٹی اپنے سپورٹران کو انتظامی وعدالتی عہدوں پر فائز کرتی ہے۔ جو فرائض منصبی کے دوران عدل وانصاف کی بجائے پارٹی مفاد کو ترجیح دیتے ہیں۔ علاقہ کے ناظم، قومی وصوبائی اسمبلی کے ممبران انتخابی معاونین کو سرکاری گرانٹ سے مالی سپورٹ اور دیگر مراعات سے نوازتے ہیں اور اپنے ووٹران کے ہر قسم کے جائز وناجائز معاملات ومقدمات میں سرکاری اثر ورسوخ استعمال کرتے ہیں۔ چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم، اُن کے ذہنوں پر عوامی وسیاسی مفاد کا بھوت سوار ہوتا ہے کہ آئندہ الیکشن میں کامیابی کے امکانات روشن ہو جائیں۔

اللہ ذوالجلال نے نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے مسلمانوں کو تنبیہ کی ہے: ﴿وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ﴾ "اور کہ تم اس کے موافق حکم کرو جو اللہ نے اتارا ہے اور اُن کی خواہشوں کی پیروی نہ کرو اور اُن سے بچتا رہ کہ تجھے کسی ایسے حکم سے بہکا نہ دیں جو اللہ نے تیری طرف اُتارا ہے۔" [المائدۃ]

آہ! ہم سیاسی مفاد کی خاطر ربّ کریم کی ہدایت کو فراموش کر چکے ہیں۔ خودساختہ نظامِ عدل میں چشم دید، عموماً حقائق کے برعکس رپورٹ پے درپے تاریخوں میں پیشی اور ظالموں کی جلد رہائی پر عدم تحفظ کے خوف سے گواہ بننے سے جی چراتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ایک جھوٹ کو چھپانے کے لیے سو جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وکیلوں کی جرح کے

دوران فرضی گواہوں کی شہادت کی قلعی کھل جاتی ہے۔ ملزم پر جرم کی نوعیت شبہ میں پڑ جاتی ہے۔ شرعی نظام آسان اور سادہ ہوتا ہے۔ جائے واردات پر موجود دوست دشمن گواہی دینے کو اخلاقی فریضہ سمجھتے ہیں۔ عدالتی کارروائی میں مجرم کو قرار واقعی سزا مل جاتی ہے۔

تقویٰ کی دولت سے محروم بعض قانونی معاونین اصل حقائق سے آگاہ ہونے کے باوجود قاتلوں، چوروں، لٹیروں اور غاصبوں کی اعانت کرتے ہیں۔ اُن کو بے قصور ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں لیکن شرعی نظام میں جائز معاملات میں تو سفارش اور اعانت کی گنجائش ہے، لیکن ظالم کی سفارش یا اعانت کرنا ممنوع (حرام) ہے۔

خاندان کے ازدواجی اور وراثتی معاملات نازک اور پیچیدہ ہوتے ہیں۔ چونکہ خود ساختہ نظامِ عدل میں سرکاری دستاویزات کی روشنی میں فیصلے صادر کرتے ہیں۔ زبانی معاہدوں کا احترام نہیں کیا جاتا۔ اس لیے خاندانوں میں کدورت اور عداوت میں اضافہ ہوتا ہے۔ شرعی نظام عدل میں حکم ہے کہ رشتہ داروں کے مقدمات اُن میں ہی واپس کر دو تاکہ ثالثوں کی مدد سے آپس میں صلح کی صورت نکال لیں۔

چنانچہ مقامی ثالث مدعی، مدعا علیہ اور گواہوں کے بیان سن کر دلائل و براہین کی روشنی میں ملزم پر فردِ جرم ثابت کرتے ہیں یا بے قصور۔ اسی طرح جائیداد میں کسی کا حق ظاہر کرتے ہیں اور دوسرے کو محروم، اس لیے ثالثی فیصلوں میں صلح کی گنجائش نکل آتی ہے۔ بصورت دیگر دلائل پر مبنی فیصلہ سن کر انتقامی جذبہ تو پیدا نہیں ہوتا۔

شرعی نظام میں مفرور ملزموں کا تعاقب اور گرفتار کر کے قاضی کے سامنے پیش کرنا حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ جرم ثابت ہونے پر قاضی یا امیر اسے معافی نہیں دے سکتے۔ معافی کا اختیار صرف مدعی کے پاس ہوتا ہے جبکہ خود ساختہ نظامِ عدل میں ملزموں کو نامزد کرنا، مفرور ہونے کی صورت میں تلاش کرنا۔ گرفتاری کے لیے انتظامیہ کا خرچہ برداشت کرنا مدعی کے ذمہ ہوتا ہے۔

عدالتی کارروائی میں سالہا سال تاریخوں کے دوران گواہوں کو پیش کرنے کا خرچہ، وکیلوں کی بھاری فیس پر بے تحاشا روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ عموماً مقتول کے ورثاء کو قیمتی اثاثہ نیلام کرنا پڑتا ہے۔ اگر قانونی کارروائی میں ملزم بری ہو جاتا ہے تو مقتول کے ورثاء کی جان کو خطرہ لاحق ہوتا ہے، اس لیے وہ قانون کو ہاتھ میں لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ عدالتی کارروائی میں قاتل کو پھانسی کی سزا ملتی ہے۔ بعض اوقات رحم کی اپیل پر اسے معافی مل جاتی ہے۔

اسی قسم کا ایک واقعہ، یہ کہ سات افراد کے قاتل کو جس رات پھانسی کی سزا ملنی تھی، حکومت کے سربراہ کی حلف برداری کی تقریب کی رعایت سے اس کی سزا عمر قید میں تبدیل ہو گئی، وہ چند سال جیل کی سزا کاٹ کر گھر آ گیا۔ خود ساختہ نظامِ عدل کے طریقہ کار سے جرائم پیشہ افراد کو شہ ملتی ہے۔ معاشرہ میں عزت جان و مال کا تحفظ غیر یقینی بن جاتا ہے۔ ریاست میں بدامنی اور بے چینی بڑھ جاتی ہے۔ حکومت غیر ملکیوں کو طرح طرح کی سہولتوں کی پیش کش بھی کرے لیکن وہ سرمایہ کاری کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔

سعودی عرب میں شرعی نظامِ عدل رائج ہے، وہاں مقیم ایک پاکستانی کی غیر موجودگی میں کسی نے اس کی بیوی کو قتل کر دیا۔ فوری طور پر قاتل کا سراغ نہ مل سکا، لیکن سعودی پولیس از خود ملزم کو تلاش کرتی رہی۔

عرصہ تین سال بعد پولیس نے مذکورہ پاکستانی سے رابطہ کیا کہ آپ کی بیوی کا قاتل مل گیا ہے۔ مقررہ تاریخ پر قاضی نے اسے مخاطب ہو کر کہا ”تیری بیوی کا قاتل سامنے کھڑا ہے۔ اس نے تیرا گھر اُجاڑا ہے۔ چونکہ قاتل کی بہن بالغ ہے، حکومت نے ان کو آمادہ کر لیا ہے۔ قاضی نے باہمی رضامندی سے نکاح کر کے اس کے گھر کو آباد کیا، اس کے بعد قاضی نے حکم صادر کیا۔ آپ چاہیں تو قاتل سے قصاص لیں، دیت پر راضی ہوں یا اسے معاف کر دیں۔ اس نے ساتھیوں سے مشورہ کرنے کے بعد قاتل کو معاف کر دیا۔ قاضی نے نہایت حکمت عملی سے شرعی تقاضے پورے کر کے دو خاندانوں کے مابین انتقامی جذبہ کو پُرامن اور خوشگوار ماحول میں تبدیل کر دیا۔

شرعی نظام عدل کا طریقہ کار پیچیدہ اور مشکل نہیں ہوتا۔ عدالتی کارروائی قومی زبان میں ہوتی ہے۔ انصاف مفت اور جلد حاصل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ برطانیہ میں غیر مسلموں کا شرعی عدالتوں کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے۔ (لندن) برطانیہ میں قائم ۸۵ کے قریب شرعی عدالتوں کے خلاف ذرائع ابلاغ کے پروپیگنڈہ کے باوجود، مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلموں کی بھی بڑی تعداد ان عدالتوں سے رجوع کر رہی ہے۔ یہی بات برطانوی اخبار دی ٹائمز نے اپنی ایک رپورٹ میں کہی ہے کہ ان عدالتوں میں آنے والے مقدمات کے پانچ فیصد فریقین مسلمان نہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان عدالتوں کا طریقہ کار برطانوی عدالتوں سے کہیں زیادہ آسان اور سادہ ہے۔'' [روزنامہ ایکسپریس، سرگودھا ۲۰۰۹ء]

برطانیہ جیسے صلیبی ملک نے مسلم شہریوں کے حقوق کا احترام کرتے ہوئے شرعی عدالتیں قائم کی ہوئی ہیں۔ اس کے برعکس والی سوات نے پاکستان سے الحاق کرتے ہوئے شرعی نظام عدل بدستور بحال رکھنے کا عہد لیا تھا۔ لیکن کچھ عرصہ گزرنے کے بعد حکومت نے حیلے بہانے تراش کر معاہدہ کو سبوتاژ کر دیا۔ پاکستان میں حدود وقیود کے نفاذ کا مطالبہ کرنے والوں کو انتہا پسند پکارا جاتا ہے جب کہ برطانیہ میں امن وامان قائم کرنے کے لیے پاکستانی نژاد سکالر نے حکومت کو شرعی حدود قائم کرنے کا مشورہ دیا ہے۔

لندن، برطانیہ میں اسلامی شرعی کونسل کے سیکرٹری ڈاکٹر صہیب حسن نے کہا ہے کہ برطانیہ میں اسلامی ضابطہ تعزیرات کے تحت سزائیں دینے سے ملک میں مزید امن واستحکام آ سکتا ہے۔ برطانیہ میں سب سے بڑی عدالت کے بانی ڈاکٹر صہیب حسن نے برطانوی روزنامے دی ٹائمز کو دیے گئے انٹرویو میں کہا کہ اگر برطانیہ میں چوری کی سزا کے طور پر ہاتھ کاٹنے کا قانون نافذ کر دیا جائے تو برطانیہ نہ صرف محفوظ بلکہ بہتر جگہ بن جائے گا۔ مزید تجویز دی کہ اگر اس قسم کے جرائم میں سزائیں سخت کر دی جائیں تو لوگ اس کے خوف سے جرائم کی طرف راغب نہیں ہوں گے۔

[روزنامہ اسلام، لاہور ۲۰۰۹ء]

حکومت برطانیہ نے اس تجویز کا خیر مقدم کیا اور غور کر رہی ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ کسی فرد واحد نے قانون بنایا یا عوام نے مل کر خود ساختہ نظام عدل وضع کیا ان کے نفاذ سے جرائم کی شرح میں پہلے کی نسبت اضافہ ہوا ہے۔ خالق کائنات کا نازل کردہ نظام جہاں جہاں نافذ ہوا وہاں بھیڑ اور بھیڑیا ایک ساتھ پانی پیتے رہے۔ شرعی نظام عدل ہر شہری کی جان ومال اور عزت کے تحفظ کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ علماء کا فرض منصبی ہے کہ وہ معاشرہ میں بگاڑ کی اصلاح کے لیے خشیت الٰہی اور فکر آخرت کے اوصاف حمیدہ کو اجاگر کریں۔ دوسری طرف حکومت کو شرعی نظام عدل کی برکات سے آگاہ کریں۔ عوام الناس کو ترغیب دیں کہ وہ ابتدائی نوعیت کے خاندانی اور وراثتی تنازعات کے حل کے لیے اپنے علاقہ کے مستند مفتی صاحبان سے رجوع کریں تاکہ اس کے مفید ثمرات دیکھ کر عوام فوجداری مقدمات کے فیصلوں کے لیے حکومت سے شرعی نظام عدل کے نفاذ کے لیے دباؤ ڈالیں۔ ☆......☆......☆

ترجمہ سورۃ فاتحہ

وڈیائیاں دے لائق واللہ ہے اللہ
ہر شے نوں پالے جہڑا اکلا
رحیم تے رحمن خوبی جس دی
سوالی نوں ہر شے او عطیدا واللہ
محشر دیہاڑے دا او مالک الٰہی
پوجا دے لائق وی اوہی اکلا
انعاماں والی سدھی راہ توں چلا دے
جدھے اوتے چلدے رہے ولی اللہ
جہڑی راہواں چلیاں غصے توں تھیندا
بچا اونہاں راہواں توں اے میرے اللہ
سن ماڑے تے کیلے دیاں عرضاں توں مولا
دیندا توں مختار کل میرے اللہ

از قلم: چوہدری شوکت علی ولد چوہدری اکبر علی نمبردار

توہم پرستی کی حقیقت اور اس کی تاریخی حیثیت

محمد احسان الحق شاد ہاشمی

قسط نمبر 2 آخری

ہم بھی ان سے پیچھے نہیں رہے، راولپنڈی جاؤ، وہاں امام بری کی پوجا ہو رہی ہے۔ لاہور میں علی ہجویری کو پوجا جا رہا ہے، پاک پتن چلے جاؤ، شیخ فرید کو پکارا جاتا ہے، ملتان میں شمس تبریز کے مزار پر نذریں چڑھائی جاری ہیں پھر بھی کہتے ہیں ہم عاشق رسول ہیں۔

کرے گر بت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

اسی طرح زمانہ جاہلیت کے لوگ لڑائی جھگڑا کرنے میں بہت تیز ہوا کرتے تھے۔ ہماری طرح معمولی معمولی باتوں پر آپس میں الجھ پڑنے کو وہ بہادری سمجھتے تھے، بات بات پر لڑائی، کھیل میں لڑائی، کام کرتے ہوئے لڑائی، ہماری طرح معمولی معمولی باتوں پر آپس میں الجھ پڑنے کو وہ بہادری کی علامت سمجھتے تھے۔

مولانا الطاف حسین حالی اس معاشرے کی منظر کشی کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

کہیں تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا
کہیں گھوڑا آگے بڑھانے پہ جھگڑا
لب جو کہیں آنے جانے پہ جھگڑا
کہیں پانی پینے پلانے پہ جھگڑا
یونہی ہوتی رہتی تھی تکرار ان میں
یونہی چلتی رہتی تھی تلوار ان میں

اگر کہیں دو اشخاص الجھ پڑتے تو بہت سے قبائل اس کی لپیٹ میں آجاتے۔

مولانا الطاف حسین حالی اس کی منظر کشی کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

نہ ٹلتے تھے ہر گز جو اڑ بیٹھتے تھے
سلجھتے نہ تھے جب جھگڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپس میں لڑ بیٹھتے تھے
تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے
بلند ایک ہوتا تھا گر واں شرارا
تو اس سے بھڑک اٹھتا تھا ملک سارا

وہ ایک اور وہم کا بھی شکار تھے جب ان میں سے کوئی دشمن کے ہاتھوں قتل ہو جاتا تو وہ کہتے کہ اب اس کی روح ایک پرندے کے روپ میں بے چین اڑتی اور ﴿اُسکو اُسکوتی﴾ "مجھے سکون پہنچاؤ" کہتی پھرتی ہے۔ وہ سمجھتے تھے کہ جب تک ہم اپنے اس مقتول کے خون کا بدلہ نہیں لے لیں گے تب تک اس کی روح اسی طرح کہتی پھرتی رہے گی لہٰذا جب ایک مرتبہ دشمنی کی آگ بھڑک اٹھتی تو پھر بجھنے کا نام نہیں لیتی تھی، اس کا تذکرہ وہ یوں کرتے ہیں

وہ بکر اور تغلب کی باہم لڑائی
صدی جس میں آدمی انہوں نے گنوائی
قبیلوں کی کر دی تھی جس نے صفائی
تھی اک آگ ہر سو عرب میں لگائی
نہ جھگڑا کوئی مال و دولت تھا وہ
کرشمہ اک ان کی جہالت کا تھا وہ

کیا ہمارے ہاں بھی بدلہ لینے کا ایسا ہی تصور نہیں پایا جاتا؟ کیا ہم انتقام کی آگ میں بالکل اندھے نہیں ہو جاتے؟ بلکہ ہم تو اس میں دو ہاتھ اور آگے نکل گئے ہیں اور صلح نام کی چیز سے بالکل نا آشنا ہو چکے ہیں۔ وہ لڑکی کی پیدائش کو ناپسند کرتے تھے اور اس میں یہاں تک آگے نکل گئے کہ اگر کسی گھر میں لڑکی پیدا ہوتی تو اسے زندہ درگور کر دیتے۔ آج یہی رجحان ہمارے اندر بھی آرہا ہے۔ بیٹا پیدا ہو تو خوشی، اگر بیٹی ہوگئی تو منہ سیاہ، بھائی پیدا کرنے والا کون ہے؟ اللہ ذوالجلال الو بحیثیت مومن ہمیں اس کی رضا پر راضی رہنا چاہئے اور تسلیم کرنا چاہئے کہ وہ جو کچھ بھی کرتا ہے اس میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوتی ہے۔

زمانہ جاہلیت میں کسی کا کوئی عزیز مر جاتا تو اس سے محبت کا اظہار اس طرح کرتے کہ ایک جوان اونٹنی کو اس کی قبر کے پاس لے جا کر اس کی کونچیں کاٹ ڈالتے، وہ تڑپ تڑپ کر وہیں مر جاتی اور وہ لوگ اگر کہیں بیابان جنگل میں پھنس جاتے تو جنات کی پناہ مانگتے تھے۔ آج ہم بھی اللہ کو چھوڑ کر غیروں کی پناہ مانگتے ہیں۔ ان کی کوئی چیز گم ہو جایا کرتی تو عاملوں اور کاہنوں کے پاس جا کر مؤکلات سے مدد لیا کرتے تھے۔

کیا آج بھی ایسا ہی نہیں ہوتا؟ جبکہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿هل أنبئكم على من تنزل الشيطين ○ تنزل على كل افاك اثيم ○ يلقون السمع و اكثرهم كذبون﴾ ہم جنات سے ڈرتے ہیں، حالانکہ مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے ہی ڈرنا چاہئے۔

قرآن کہتا ہے: ﴿والله احق ان تخشوه﴾ اللہ زیادہ مستحق ہے کہ تم صرف اسی سے ڈرو۔ مرد کو زیر کرنا مقصود ہو تو عورتیں جن چڑھا بیٹھی ہیں، مشہور فارسی مقولہ ہے "ہم جنس را با ہم جنس را پرواز کند" سوچنے کا مقام ہے کہ کیا جنات کو اپنی برادری میں سے کوئی نہیں ملتا کہ وہ انسان عورتوں پر مسلط ہوتے ہیں؟ یہ سب کچھ اس اور مردوں کو زیر کرنے کیلئے ڈھونگ ہے۔ ہاں البتہ شیطان ان کے ذہن پر ضرور سوار ہوتا ہے، جس کا علاج کچھ اور ہے

ہم نظر بد سے بھی ڈرتے ہیں۔ نظر بد کی حقیقت سے انکار نہیں لیکن جو مفہوم ہم نے اخذ کر رکھا ہے اس پر غور کی ضرورت ہے۔ اگر دیکھنے والے کو کوئی چیز اچھی لگے اور وہ ماشاء اللہ کہہ دے تو وہ چیز ہر قسم کے نقصان سے محفوظ رہتی ہے۔ یاد رکھئے کہ نظر صرف غیروں ہی کی نہیں لگتی، مالک کی اپنی بھی لگ سکتی ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ایک واقعہ ہے کہ دو آدمیوں میں سے ایک کے دو لہلہاتے باغ تھے جبکہ دوسرے کا ایک معمولی سا باغ تھا۔ دو باغوں والا ایک دن اترا کر بولا ﴿ما اظن ان تبيد هذه ابدا﴾ اس کی بات اللہ کو پسند نہ آئی۔ اگلے روز آیا تو باغ تباہ ہو چکا تھا تب اس کے ساتھی نے اسے مخاطب ہو کر کہا ﴿لو لا اذ دخلت جنتك قلت ما شآء الله﴾ [الکہف]

ہم نے اپنی قسمت کو پتھروں کے ساتھ وابستہ کر رکھا ہے۔ آپ نے اکثر سنا ہوگا کہ مجھے فلاں پتھر راس آتا ہے۔ میں نے عقیق پہنا ہوا ہے۔ مجھے میرے بزرگ نے فیروزہ پہننے کو کہا ہے۔ ملعون ابولؤلؤ فیروز مجوسی نے حضرت عمرؓ کو شہید کیا، حضرت عمر کے ساتھ عداوت رکھنے والوں نے اس مجوسی ملعون کی نسبت سے ایک پتھر کو فیروزہ کا نام دے کر بابرکت قرار دے رکھا ہے، تاکہ اگر کوئی اعتراض کرے تو اس سے کہا جا سکے کہ اس کا نام تو اس کے فیروزی رنگ کی وجہ ہے اور ہم اس گمراہ کن عقیدے میں ان کے ہمنوا بن گئے ہیں۔ حجر اسود ایک آسمانی پتھر ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا تھا حضرت عمرؓ اسے بوسہ دینے لگے تو رک گئے اور فرمایا: تو ایک پتھر ہے نہ نفع دے سکتا ہے نہ کوئی نقصان، اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے نہ چوما ہوتا میں تجھے کبھی نہ چومتا، اگر حجر اسود نفع نہیں دے سکتا تو میرا ایمان ہے کہ دنیا کا کوئی اور پتھر کسی کی قسمت نہیں بدل سکتا۔

ہمارے ہاں تعویز گنڈوں کا کام بھی عروج پر ہے۔ بعض لوگ چند ٹکوں کے عوض اُلٹے سیدھے یعنی غلط ملط تعویذ لکھ کر دے دیتے ہیں بلکہ اب تو قرآنی تعویذات کا سلسلہ چل نکلا ہے۔ آپ نے بسوں اور پبلک مقامات پر بعض لوگوں کو یہ دھندہ کرتے دیکھا ہوگا وہ یہ کہہ کر سادہ عوام کو لوٹتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ قرآنی تعویذ ہے۔ قرآن پڑھ کر کہتے ہیں کہ قرآن کو اللہ نے شفا کہا ہے۔ یہ تعویذ قرآنی آیات پر مشتمل ہے اس کو چاندی کے کیس میں محفوظ کیا گیا ہے، یہ تمام قسم کے دکھوں اور پریشانیوں کے لئے اکسیر ہے۔ اسے گلے میں لٹکانے سے فلاں فائدہ ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

بھائیو! ہمیں کلام اللہ سے دور رکھنے کی یہ بھی ایک شیطانی چال ہے۔ بلاشبہ اللہ نے قرآن کو شفا کہا ہے: ﴿ و ننزل من القرآن ما هو شفاء و رحمة للمؤمنين ﴾ ہم نے قرآن میں مومنوں کے لئے شفا اور رحمت نازل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو اہل ایمان کے لئے شفا قرار دیا ہے مگر تعویذ فروش اسے بغیر تمیز کے ہر ایک کے ہاتھ بیچ دیتے ہیں۔

سوال یہ ہے کیا باعث شفا چیز کو گلے میں لٹکایا جاتا ہے؟ اگر بات ایسے ہی ہے تو اللہ نے تو پھر شہد کو بھی شفا قرار دیا ہے: ﴿ فيه شفاء للناس ﴾ شہد کو لوگ کیا کرتے ہیں؟ کھاتے ہیں کیوں؟ اس کو بوتل میں ڈال کر گلے میں کیوں نہیں لٹکا لیتے؟ ارے شہد کو اللہ شفا کہے تو کھائیں اور قرآن کو شفا کہے تو گلے میں لٹکا لیں؟ یہ کہاں کا اصول ہے؟ دواؤں میں بھی شفا رکھی ہے، زخم ہو جائے تو کیا ہم مرہم کھاتے ہیں؟ اگر سر میں درد ہو تو ڈسپرین کی گولی سر پر رکھ لیتے ہیں؟ نہیں بلکہ مرہم کو زخم کے اوپر لگاتے ہیں اور ڈسپرین کھاتے ہیں، پگڑی بھی پہننے کے لئے ہوتی ہے اور جوتی بھی۔ مگر دونوں کے استعمال کے طریقے اور مقامات مختلف ہیں۔ دستانے ہاتھ میں اور جرابیں پاؤں میں پہنی جاتی ہیں تو معلوم ہوا کہ ہر چیز سے فائدہ اٹھانے کے طریقے بھی مختلف ہیں۔

قرآن کو پڑھیں تو شفا ملے گی، دل کی بیماریاں دور ہوں گی جن میں سب سے بڑی بیماری باطل عقیدے کی بیماری ہے۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ نہ ہم قرآن پڑھیں اور نہ ہمارے دلوں کا زنگ اترے کیونکہ قرآن ذکر ہے۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿ و هذا ذكر مبارك انزلناه ﴾ ''اور اللہ کے ذکر سے دلوں کا زنگ دور ہوتا ہے'' اسی طرح حدیث نبوی میں ہے کہ: ((لكل شئ صقالة و صقالة القلب ذكر الله)) ہر چیز کا زنگ دور کرنے کا ایک مسالا ہوتا ہے اور دلوں کا زنگ دور کرنے والا مسالا اللہ کا ذکر ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر غلط تعویذ لکھے جا سکتے ہیں تو قرآن سے کیوں نہیں؟ جواب یہ ہے کہ ایک آدمی گمراہی کی بنا پر غلط کام کرے تو اسکا یہ مطلب نہیں کہ ہم بھی وہی کام قرآن کی آڑ میں کریں کیونکہ تو ہمات شرک کا پیش خیمہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ بیری کے درخت کے نیچے بیعت رضوان لی تھی، دور فاروقی میں کچھ لوگوں نے حصول برکت کے خیال سے اس کے نیچے بیٹھنا شروع کر دیا، فاروق اعظمؓ کو پتہ چلا تو آپؓ نے اس درخت کو جڑوں سمیت اکھڑوا دیا۔

مجھے ڈر ہے اے مرے ہم قوم یارو
مبادا کہ ننگِ عالم تمہیں ہو
گر اسلام کی حمیت ہے تم کو
تو جلدی سے اٹھو اور اپنی خبر لو
اگرنہ یہ قول آئے گا راست تم پر
کہ ہونے سے ان کا نہ ہونا ہے بہتر

☆......☆......☆

دعائے مغفرت

چند روز قبل محمد فیصل زرگر امیر جماعت اہلحدیث تحصیل تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد کے والد محترم قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند اور خوف الٰہی رکھنے والے انسان تھے۔

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ مرحوم کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی غلطیوں سے درگزر فرما کر انھیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین [ادارہ]

شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ

احوال وافکار وآثار

ترتیب: مولانا عبدالحنان جانباز..... مولانا ابوعمر عبدالعزیز سوہدروی تبصرہ نگار: عبدالرشید عراقی قسط نمبر 11

ساتواں باب (یادگار ونوادرات):

اس باب میں دس علمائے کرام کے مضامین ومقالات شامل ہیں ان علمائے کرام کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں: قاری عبدالرحمان، پروفیسر عدیل الرحمان، حافظ عبدالوہاب، مولانا ابوعمر عبدالعزیز سوہدروی، مولانا محمد رمضان یوسف سلفی، ذکاء اللہ، پروفیسر عبدالعظیم جانباز، مولانا محمد علی جانباز، مولانا محمد مقبول، قاری تاج محمد شاکر۔

قاری عبدالرحمان حفظہ اللہ:

قاری عبدالرحمان حفظہ اللہ مولانا جانباز رحمہ اللہ کے بھتیجے ہیں آج کل جامعہ رحمانیہ کے مہتمم ہیں اور شعبہ حفظ القرآن الکریم کے صدر مدرس ہیں۔ مولانا جانبازؒ کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ: ''مولانا کے بہت سارے اوصاف وکمالات میں جو سب سے زیادہ ممتاز وصف تھا وہ دین میں اعتدال تھا جو ہمارے تمام سلف وصالحین کو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہوا تھا۔ مولانا بھی ہر معاملہ میں اعتدال پر رہے خواہ اس کا تعلق سیاسی، شرعی، فقہی، اجتماعی اور انفرادی ہو یا پھر معیشت ومعاشرت سے۔

بہرحال اعتدال کی راہ پر رہنا آپ کا خصوصی وصف تھا۔ زندگی بھر نہ کسی کی پگڑی اچھالی اور نہ کسی کے خلاف کوئی سازش کی۔ اپنے مسلک اور موقف کو دلائل کی قوت سے ثابت کیا اور مخالف کو دلائل سے قائل کیا۔ کسی سے مناظرانہ یا مجادلانہ روش اختیار نہیں کی۔ یہی وجہ ہے کہ ارباب فتویٰ اور علماء آپ پر اعتماد کرتے تھے اور آپ ہی سے رجوع کرتے تھے۔ آپ کی تمام تصانیف اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ [صفحہ ۸۵۹، ۸۶۰]

پروفیسر ڈاکٹر عدیل الرحمان حفظہ اللہ:

پروفیسر ڈاکٹر عدیل الرحمان حفظہ اللہ فیڈرل گورنمنٹ کالج سیالکوٹ چھاؤنی میں لیکچرار ہیں۔ ان کے مضمون کا عنوان ہے: ''شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ'' اس مضمون میں پروفیسر صاحب نے جن ذیلی عنوانات کے تحت مولانا مرحوم کی زندگی پر مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔ ابتدائی واقفیت، میری سیالکوٹ آمد، شیخ الحدیث سے خاص تعلق، خالص علمی وتحقیقی ذوق، تصنیفی خصوصیات، سیاسی بصیرت، شیخ الحدیث محمد علی جانباز کی لائبریری، لائبریری کا نقشہ، رسائل وجرائد، پاکستان کے ماہنامے، ہندوستان کے ماہنامے، سہ ماہی مجلات، پندرہ روزہ مجلات، ہفت روزہ مجلات، انجاز الحاجۃ کی تالیف میں حوالہ جاتی کتب تفاسیر، کتب احادیث کی شروح، فقہ واصول فقہ الحدیث، کتب الرجال، مزید کتب۔

سیاسی بصیرت کے عنوان کے تحت پروفیسر ڈاکٹر عدیل الرحمان رقمطراز ہیں کہ: آپؒ نے مستقل نوائے وقت اخبار لگوایا ہوا تھا اور بڑی باریک بینی سے مطالعہ کرتے اور حالات حاضرہ سے بخوبی آگاہ ہوا کرتے تھے اور موجودہ گندی سیاست کے اُتار، چڑھاؤ سے واقف تھے۔ آپ کی بے پناہ لاجواب سیاسی بصیرت پر دلیل آپ کی تین خاص تصانیف ہیں مثلاً ''عورت کا سیاست میں حصہ لینے کی شرعی حیثیت؟'' غالباً یہ بے نظیر کے پہلی مرتبہ وزیراعظم بننے کے بعد لکھی گئی تھی۔ ''ووٹ کی شرعی حیثیت؟'' اور ''تاریخ پاکستان اور حکمرانوں کا کردار'' وغیرہ۔ شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی یہ تینوں کتابیں اچھوتی کاوش ہیں اور منصب ومقام سے ہٹ کر جوان کی سیاست میں دلچسپی یا ''جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی'' کا تقاضا معلوم ہوتی ہے۔

[صفحہ: ۸۶۵، ۸۶۶]

مولانا محمد رمضان یوسف سلفی حفظہ اللہ:

مولانا محمد رمضان یوسف سلفی حفظہ اللہ کے مضمون کا عنوان ہے "جامعہ رحمانیہ سیالکوٹ میں ایک پُروقار تقریب سعید" اس تقریب میں جو ۳۱ اکتوبر ۲۰۱۰ء کو جامعہ رحمانیہ ناصر روڈ سیالکوٹ میں منعقد ہوئی تھی۔ اس میں مورخ اہلحدیث مولانا محمد اسحٰق بھٹی، محقق العصر مولانا ارشاد الحق اثری، قاری نوید الحسن لکھوی اور مقامی علماء میں مولانا حکیم محمود احمد ظفر (دیوبندی)، رانا محمد خلیق خاں پسروری برادر رانا محمد شفیق خاں پسروری، پروفیسر میاں محمد یوسف سجاد اور کئی دوسرے علمائے کرام نے شرکت کی۔

محترم سلفی صاحب حفظہ اللہ رقمطراز ہیں کہ: نماز عصر کے بعد باقاعدہ تقریب کا آغاز ہوا اور پروفیسر میاں محمد یوسف سجاد نے اس تقریب کی تفصیل بیان کی۔ سب سے پہلے قاری نوید الحسن لکھوی نے اپنی مسحور کن آواز سے تلاوت قرآن مجید کی۔ ان کے بعد مؤرخ اہلحدیث مولانا محمد اسحٰق بھٹی نے تقریر دلپذیر فرمائی، اس میں انھوں نے سیالکوٹ کی تاریخ اور علمائے اہلحدیث سیالکوٹ کا تذکرہ اپنے مخصوص انداز میں پیش کیا اور ان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

آخر میں محقق اہلحدیث مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ نے صحیح البخاری کی آخری حدیث پر نہایت محققانہ وعظ ارشاد فرمایا اور اس میں امام بخاریؒ کے ابتدائی حالات، صحیح بخاری شریف کا صحیح مقام و مرتبہ اور آخر میں باب المیزان لانے کی وجہ تسمیہ بیان فرمائی اور مختصر وقت میں اپنے موضوع سے متعلقہ نہایت عمدہ معلومات فراہم کیں۔ بلاشبہ اس وقت مولانا اثری صاحب جماعت اہلحدیث کے بلند پایہ محقق اور مصنف ہیں۔ انھوں نے درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں اونچا مقام و مرتبہ حاصل کیا ہے۔ [صفحہ: ۸۷۸]

مولانا ابو عمر عبد العزیز سوہدروی:

مولانا ابو عمر عبد العزیز سوہدروی کے مضمون کا عنوان ہے "فکری نشست بیاد اُستاذ العلماء مولانا محمد علی جانبازؒ" یہ فکری نشست یکم مارچ ۲۰۰۹ء صبح دس بجے میرج ہال ملکے کلاں چوک سیالکوٹ میں منعقد ہوئی۔

اس تقریب کی پہلی نشست میں مولانا جانبازؒ کے دیرینہ رفیق مولانا عطاء الرحمان اشرفؒ اور خاکسار عبد الرشید عراقی نے خطاب کیا۔ دوسری نشست میں حافظ عبد الوہاب آف ملکے کلاں، مولانا نور اللہ دانش، مولانا امتیاز الحسن، قاری احمد نواز ساجد اور مولانا عبد الحنان جانباز نے خطاب کیا۔

[صفحہ: ۸۸۱، ۸۸۲]

مولانا ذکاء اللہ حافظ آبادی:

مولانا ذکاء اللہ بن محمد حیات حافظ آبادی نے مولانا جانباز پر عربی میں مضمون تحریر فرمایا ہے، جس کا عنوان ہے "سطور للشیخ الإمام المحدث الفقیہ محمد علی جانباز رحمہ اللہ" اس مضمون کے ذیلی عنوانات درج ذیل ہیں: نبذہ علمیہ و تربیہ، اخلاقہ العلمیہ، وردۃ الجامعۃ الاسلامیہ، سفرہ الی الجامعۃ السلفیہ، سفر تدریسہ، تاسیس الجامعۃ الابراھیمیہ، اجراء الحرمۃ الموقوۃ، الجامعۃ الابراھیمیہ مجلس الادارۃ، مقالاتہ العلمیہ فی المجلۃ، تلامذہ، مشیخۃ العظام، الشیخ المفسر محمد صادق خلیل رحمہ اللہ، الشیخ محمد یعقوب القریشی، الشیخ شریف اللہ خان سواتیؒ، الشیخ ابو البرکات احمد بن محمد اسماعیل مدراسیؒ، بروفیسر غلام احمد الحریریؒ، المحدث الجلیل الحافظ محمد بن فضل الدین گوندلویؒ، ذکر مولفۃ القیمہ، سند الشیخ، سنن ابن ماجہ، صفاتہ العلمیۃ الخلقیۃ، ثناء العلماء علیہ وفاتہ۔ [صفحہ: ۸۸۳ تا ۹۰۲]

مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ پر انگریزی زبان میں مضمون آپ کے صاحبزادے پروفیسر عبد العظیم جانباز نے رقم فرمایا ہے جس کا عنوان ہے: My Guardian and my Father sheikhul hadith maulana mohammad ali janbaz(blessng of allahbe uponhim) [صفحہ: ۹۰۳ تا ۹۰۸]

اس کے بعد مولانا محمد علی جانباز کا وصیت نامہ شامل کیا ہے۔ اس وصیت نامہ میں مولانا جانبازؒ نے اپنے بیٹوں (عبد الحنان، عبد العلیم،

عبدالعظیم، عبدالرؤف، حافظ عبدالغفور) کو وصیت کی کہ: مجھ پر کچھ قرض ہے اس کی ادائیگی تم سب پر فرض ہے آج سے مذکورہ قرض کی رقم سے میرا کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے میں ہر قسم کے قرض کی ادائیگی سے بری ہوں اور اس معاملہ میں عنداللہ جواب دہ نہ ہوں میں آزاد ہوں اور عنداللہ سرخرو ہوں۔

میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم میری اولاد ہو اور مسلمان ہونے کے ناطے شریعت کی مکمل پابندی کرو، نماز پنجگانہ کی ادائیگی اور روزہ کو اپنا شعار بناؤ، دنیاوی معاملات کو دین کی روشنی میں حل کرو، آپس میں اتفاق واتحاد سے رہو اور ایک دوسرے سے صلہ رحمی کرو اور مدرسہ کے معاملات پوری ایمانداری، نیک نیتی اور جانفشانی سے باہمی مشاورت سے چلاؤ اور صدقہ جاریہ کو قائم ودائم رکھنے کے لیے نفاق سے بچو۔ والدین کی خدمت ان کی عزت واحترام تم سب پر لازم ہے خصوصاً والدہ کا احترام وآرام اور علاج کی سہولت تم پر فرض ہے۔ زندگی کے تمام معاملات میں اپنے بڑے بھائی سے مشاورت کرلیا کرو وہ تمھاری خیر خواہی کرے گا''

[ص:۹۰۹]

آخر کتاب میں تین نظمیں ہیں۔ ایک نظم عبداللہ ہارون کی اور دو نظمیں قاری تاج محمد شاکر کی ہیں۔ عبداللہ ہارون کی نظم کے تین اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

وہ شیخ الحدیث اور محقق مصنف
وہ مفتی مسائل جنھوں نے نکھارے
وہ تھے ابن ماجہ کے شارح مفسر
شرح عربی گویا علم کے فوارے
محمد علی نام ان کا پیارا
وہ جانباز لقب سے تھے جاتے پکارے

[صفحہ:۹۱۰]

قاری تاج محمد شاکر کی پہلی نظم کے اشعار

اک اور چل دیا سفر آخرت کا راہی
قرآن کا معلم حدیث کا سپاہی
کہتے ہیں جسے مورخ محمد علی فدائی
دانشور مبلغ سنت کا شیدائی
راسخ فی العلم تھے وہ پیکر علم تھے وہ
تربیت انھوں نے حضرت علام سے ہے پائی
اک گنج ہائے گرانمایہ تھے جانباز
جنازہ پڑھانے آئے ڈاکٹر فضل الٰہی

[صفحہ:۹۱۱]

دوسری نظم کا عنوان ہے" جامعہ رحمانیہ" اس کے تین اشعار ملاحظہ فرمائیں:

پیکر ایثار اے رحمانیہ
داد کا حق دار ہے رحمانیہ
انجاز الحاجہ حضرت نے لکھی
علم کا انبار ہے رحمانیہ
تاج ان کی موت بھی کیا موت تھی
اب تک غم خوار ہے رحمانیہ

[صفحہ:۹۱۲] (جاری ہے)

اسبوعی اجلاس

جامعہ اہلحدیث لاہور میں مولانا شاہد محمود جانباز کی زیر نگرانی ہر بدھ بعد از نماز عشاء منعقد ہونے والا اسبوعی اجلاس اپنی مثال آپ ہوتا ہے اجلاس کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا، جس کی سعادت حافظ فیصل محمود نے حاصل کی۔ السنۃ الاولیٰ سے حافظ حسیب نے نماز کے عنوان پر بیان کیا۔ السنۃ الثانیہ سے قاری یاسر نے ختم نبوت اور حقیقت کے موضوع پر گفتگو کی۔ السنۃ الثالثہ سے حافظ رضوان نے مدعیان نبوت کون تھے؟ کے عنوان پر تقریر کی۔ السنۃ الرابعہ سے عبدالقدوس نے مرزائیت کا تعاقب کیا السنۃ الخامسہ سے محمد اسحٰق نے شان صحابہ کے موضوع پر تقریر کی السنۃ السادسہ سے حافظ مسعود زید نے مرزا کے بچپن کے مشغلے جھوٹ، چوری وغیرہ کو بیان کیا۔ السنۃ السابعہ سے حافظ عبدالمنان نے ختم نبوت کے عنوان پر گفتگو کی۔

[ادارہ]

کاروائی سالانہ اجلاس مجلس عاملہ وشوریٰ

جماعت اہلحدیث پاکستان

مولانا عبداللطیف حلیم

مؤرخہ 23 مارچ 2014ء بروز اتوار صبح 10:30 بجے جماعت اہل حدیث کی عاملہ وشوریٰ کا اجلاس جماعت کے مرکزی دفتر جامع القدس رحمن گلی نمبر 5 چوک دالگراں لاہور میں منعقد ہوا۔ اجلاس کے انعقاد کے لیے تنظیم اہلحدیث میں دعوت نامہ شائع کیا گیا SMS بھیجے گئے اور فرداً فرداً ٹیلی فون پر رابطہ اور الگ سے دعوت نامے بھی جماعتی اراکین اور علماء کے نام ارسال کئے گئے۔

ملک کے اطراف واکناف میں بارش کا سلسلہ شروع تھا۔ موسم کی خرابی کے باوجود اراکین کے حوصلے بلند رہے اور جماعتی ذوق وشوق کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ایک دن قبل ہی دور دراز سے جماعتی احباب کی آمد شروع ہو گئی تھی۔ 23 مارچ بروز اتوار اراکین عاملہ وشوریٰ صبح صبح ہی جامع القدس میں پہنچنا شروع ہو گئے۔ یہ یقیناً ان کی جماعت اور قائدین کے ساتھ گہری وابستگی کا مظہر تھا کہ جو مختلف علاقوں کی نمائندگی کرتے ہوئے مرکزی دفتر پہنچ گئے۔ مہمانان گرامی کیلئے بہترین ناشتے کا اہتمام تھا جس کی ذمہ داری قاری فیاض احمد، حافظ امتیاز احمد اوران کے دیگر رفقاء کے ذمہ تھی جسے انہوں نے احسن طریقے سے انجام دیا۔ قاری عبدالظاہر، وقار عظیم بھی دفتر میں مہمانوں کو اھلاً وسھلاً مرحبا کہہ رہے تھے۔

مجلس شوریٰ وعاملہ کے اجلاس کا آغاز 10:30 تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ مولانا جابر حسین مدنی فاضل جامعہ الاسلامیہ مدینہ منورہ نے بڑے خوبصورت پیرائے میں ابتدائی کاروائی کرتے ہوئے حاضرین اجلاس کو خوش آمدید کہا اور تلاوت قرآن مجید کے ذریعے اجلاس کی کاروائی کا آغاز کیا۔ تلاوت کلام حمید کی سعادت حافظ عبداللہ روپڑی بن حافظ عبدالغفار روپڑی حفظہ اللہ کی تلاوت سے ہوا جس کا نام بھی محدث دوراں حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ کے نام پہ رکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بچے کو محدث روپڑی کا حقیقی جانشین بنائے۔ آمین

بعدازاں قاری محمد اشفاق آف ملتان نے بڑے پرسوز اور حزین انداز میں تلاوت قرآن مجید فرمائی جس سے حاضرین مجلس کے قلوب نور قرآن سے معطر ہو گئے اور پھر جماعت کے معروف قاری، محترم قاری عزیر نے تلاوت قرآن کی سعادت حاصل کی۔

تلاوت قرآن مجید کے بعد پروفیسر میاں عبدالمجید ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث پاکستان نے اجلاس کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ سال بعد اجلاس کے انعقاد کا مقصد سال بھر کی سابقہ کوششوں کا جائزہ اور آئندہ کے لیے نئی راہ کا تعین ہوتا ہے کہ کام کے نقص اور کمی کو دور کر کے آئندہ کامیابی وکامرانی کے حصول کیلئے اپنے آپ کو تیار کرسکیں۔ بعدازاں میاں صاحب نے مقررین کو سٹیج پر دعوت دینے کا آغاز کیا چونکہ موسم کی خرابی کی وجہ سے وقت کی قلت تھی۔

سب سے پہلے مولانا سیف اللہ خالد آف اسلام آباد کو دعوت دی گئی۔ انہوں نے بتایا کہ امیر محترم کی خصوصی توجہ سے اسلام آباد میں جماعت کے زیر اہتمام ایک مرکز اپنے تکمیلی مراحل میں ہے۔ الحمدللہ ہمارے لیے یہ بہت خوشی کا مقام ہے اس خوشخبری کو سنتے ہی تمام اراکین کے دلوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ ان کے بعد حافظ عبدالباری انجینئر آف ہری پور ہزارہ کو دعوت دی گئی۔ موصوف مولانا عبداللہ صاحبؒ کے بڑے صاحبزادے ہیں انہوں نے قائدین جماعت کو ہری پور ہزارہ میں آنے کی دعوت دی اور ایک بڑا پروگرام منعقد کرنے کی درخواست کی جس کا خرچہ اُن کے ذمہ ہوگا اور پورے علاقے میں جماعتی نظم قائم کرنے کا عہد کیا۔

بعدازاں جماعت اہلحدیث پاکستان کے ناظم الامور السیاسیہ مناظر اسلام حافظ عبدالوہاب روپڑی کو دعوت خطاب دی گئی کہ وہ سابقہ سال کی سعی، جدوجہد کو بیان کریں۔ انھوں نے فرمایا کہ جماعت اہلحدیث ہرفورم پر اپنے وسائل اور اسباب سے بڑھ کر حصہ لیتی ہے اور ہم سب سے زیادہ توحید پر زور دیتے ہیں اور توحید وسنت کے پرچار کیلئے مختلف مقامات پر کانفرنسیں سیمینارز منعقد کیے جارہے ہیں۔ مشرکین چونکہ ہر دور میں بڑی جدت سے شرک پھیلاتے رہے ہیں ان میں سے ایک آصف جلالی بھی ہیں جس نے شرک کا نام توحید رکھ کر بہت اسباب خرچ کیے اور اخبارات پر بھی وہی شرکیہ مضامین لکھے کسی نے اس کا جواب نہیں دیا۔ اللہ کے فضل و کرم سے ہم نے اس کا جواب دو رسالوں کی صورت میں لکھا: (۱) سانحہ ابواء اور مدفن ام رسول کی حقیقت (۲) روضہ رسول کی زیارت اور وسیلہ کی شرعی کی حیثیت۔ الحمدللہ ساری بریلویت ان کا جواب نہیں دے سکی اور نہ ہی ان شاء اللہ دے سکے گی۔

سیاسی طور پر بھی ہم کسی تحریک، تنظیم یا جماعت سے پیچھے نہیں بلکہ ہر موقع پر بقدر جثہ اپنا حصہ ڈالتے ہیں اور ہماری جماعت نے اسلام کی سربلندی کے لیے اٹھنے والی ہر تحریک میں ہراول دستے کی حیثیت سے کام کیا ہے اور کررہی ہے۔ 5 فروری کشمیر ڈے کے موقع پر ہم نے بھی کشمیر کے حق میں مظاہرہ کیا۔ نظریاتی کونسل نے بیان دیا کہ دوسری شادی کرتے وقت خاوند کو بیوی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ جنگ فورم میں میں (حافظ عبدالوہاب روپڑی) نے نکتہ اٹھایا کہ اصل مسئلہ اجازت کا نہیں بلکہ اختیارات کا ہے کہ اختیارات میں تجاوز نہ ہو۔ انھوں نے مزید کہا ہم سب سے زیادہ اہمیت اس بات کو دیتے ہیں کہ ہمارے مسلک پر آنچ نہ آنے پائے، لوگ ہماری طرف دیکھتے ہیں کہ اس مسئلے کے بارے میں ان کا کیا موقف ہے؟ بین المذاہب ہم آہنگی کے زیر انتظام منعقدہ سیمینار میں میں نے برملا کہا کہ مختلف مذاہب میں اشتراک نہیں ہوسکتا۔

ان کے بعد محترم حافظ عبدالوحید روپڑی صاحب سرپرست جماعت اہلحدیث پاکستان کو دعوت خطاب دی گئی تو انھوں نے کتاب و سنت کے دلائل کی روشنی میں سیر حاصل گفتگو کی اور تاریخی شواہد سے اراکین مجلس کو خوب آشنا کیا بلکہ اُن کی تو ایک خوبی ہے کہ وہ جب گفتگو کرتے ہیں تو کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑتے۔ پاکستان اور دوسری اسلامی دنیا کے حالات کا خوب جائزہ لیا اور بالخصوص پاکستان کے حوالے سے انھوں نے کہا کہ بہت سی دہشت گرد تنظیموں نے جہاد کے نام پر ملک میں خونریزی شروع کررکھی ہے اور ملک شام کے اندر خونریزی کا تذکرہ بھی کیا ان کا کہنا تھا کہ اسوۂ رسول کی روشنی میں لوگوں کو صحیح اسلام سے روشناس کروایا جائے۔

انھوں نے مزید کہا کہ پاکستان میزائل ٹیکنالوجی کے اعتبار سے دنیا کا 5واں ملک ہے۔ نیوکلیئر ٹیکنالوجی کے اعتبار سے تیسرا بڑا ملک ہے اور ہمارے ملک کی آبادی 20 کروڑ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے، اللہ ہمارے حکمرانوں کو بھی ہدایت دے اور ان میں یہ سوچ پیدا فرمائے وہ یہاں اسلامی قانون نافذ کرنے کی جستجو کریں۔ سامعین کو اُن کی گفتگو نے بہت محظوظ کیا اور اراکین کا شوق تھا کہ روپڑی صاحب بیان کرتے جائیں اور ہم قیمتی ومعلوماتی گفتگو سنتے جائیں۔

بعدازاں مولانا محمد شریف حصاروی سینئر نائب امیر جماعت اہلحدیث پاکستان کو دعوت دی گئی تو انھوں نے تجویز پیش کی کہ حضرت الامیر حافظ عبدالغفار روپڑی حفظہ اللہ سے درخواست ہے کہ وہ مرکز میں رہیں اور حافظ عبدالوہاب روپڑی کو تبلیغی کام کے لیے وقف کردیں جس طرح حافظ عبدالقادر روپڑی ملک کے اطراف واکناف میں کتاب وسنت کے موتی بکھیرتے تھے۔ انھوں نے ملک کی کوئی جگہ نہیں چھوڑی، آج لوگ روپڑی حضرات کے منتظر ہیں۔ حافظ عبدالوہاب روپڑی کو اس عظیم مشن کے لیے نکلنا چاہیے جس سے پورے ملک میں جماعت کا نیٹ ورک قائم ہو۔ ان کی یہ باتیں حاضرین کو جوش وخروش دلارہی تھیں ادھر سے مولانا جابر حسین مدنی تشریف لائے اور انھوں نے مائیک میں حصاروی کی بھرپور تائید کرتے ہوئے ماحول کو اور گرما دیا۔

اس کے بعد نسیم اللہ ایڈووکیٹ امیر جماعت اہلحدیث صوبہ

خیبر پختونخواہ کو دعوت دی گئی۔ انھوں نے خلوص نیت سے دعوت الی اللہ کے پرچار کو عام کرنے کی دعوت دی۔ ان کے بعد مولانا محمد سلیمان شاکر کو دعوت دی گئی انھوں نے جماعتی کارگردی کو بہتر سے بہتر بنانے کی ترغیب دلائی، ان کے بعد مولانا عبدالرزاق عابد آف فیصل آباد کو دعوت دی گئی تو انھوں نے قائدین سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ جہاں اور جس شہر میں لوگ آپ کے منتظر ہیں وہاں نظم قائم کیا جائے۔

بعدازاں میاں عبدالقیوم ایڈووکیٹ ہائیکورٹ لاہور نے جماعت میں شمولیت کا اعلان کیا اور نوجوانانِ لاہور کو شہر لاہور میں مختلف مقامات پر کانفرنسیں منعقد کروانے کی تجویز پیش کی اور اپنے پرجوش اور ایمانی جذبہ کے ساتھ جماعتی حلقوں میں کام کرنے کا عندیہ پیش کیا۔ ان کے بعد مولانا شاہد محمود جانباز امیر جماعت اہلحدیث لاہور نے کہا کہ ہم صرف شہر لاہور میں ہی نہیں بلکہ پنجاب بھر میں سیمینارز اور کانفرنسیں منعقد کروائیں گے۔ انھوں نے کہا کہ آج ہر انسان انقلاب کا رونا رو رہا ہے انقلاب خالی دعووں سے نہیں بلکہ میدان عمل میں آکر قربانیاں دینے سے آتا ہے۔

بعدازاں امیر پنجاب میاں محمد سلیم شاہد کو دعوت دی گئی تو انھوں نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا کہ آئندہ ہم کوشش کریں گے کہ جماعت اہلحدیث پنجاب کی مجلس شوریٰ و عاملہ کے اجلاس سال میں دو کریں ایک گوجرانوالہ اور دوسرا لاہور میں۔ اس کے علاوہ انھوں نے اپنے خطبات "خطبات شاہد" کی جلد نمبر 4 کی تقریب رونمائی کا بھی تفصیلاً تذکرہ کیا۔

ان کے بعد مؤرخ اہلحدیث مولانا محمد اسحٰق بھٹی کو دعوت دی گئی انھوں نے کہا برصغیر میں تین بڑے خاندانوں نے خدمات سرانجام دیں ہیں (۱) روپڑی (۲) لکھوی (۳) غزنوی اور الحمدللہ تحدیث نعمت کے طور پر میں نے تینوں خاندانوں کے متعلق لکھا ہے جو کہ میری لیے بہت بڑی سعادت کی بات ہے۔

ان کے بعد مولانا شکیل الرحمٰن ناصر نے اپنے خطاب میں کہا کہ اہلحدیث کے سٹیج سے سلفی منہج کو رواج دیا جائے۔ انھوں نے کہا کہ 95-ABC کی دفعہ کو اہلحدیث مسلک کے لیے بنوایا گیا ہے جو اسلام دشمن قوتوں کی سازش ہے جبکہ اس کا تعلق جماعت اہلحدیث کے ساتھ کیسے ہوسکتا ہے؟ میں امیر جماعت اہلحدیث سے عرض کرتا ہوں کہ اس پر کام کیا جائے اور پاکستان کا قانون شرعی نہیں اسلامی قانون کے نفاذ کے لیے ہمیں کام کرنا چاہیے۔

ان کے بعد ملک نور سرفراز ایڈووکیٹ لاہور کو دعوت دی گئی، انھوں نے کہا کہ جماعتی احباب کی معاونت کے لیے قانونی ہمدردی کے طور پر میرے دروازے ہروقت کھلے ہیں اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان بنانے میں اہل حدیثوں کا ہاتھ ہے۔ لاہور میں مسلک اہلحدیث کے 80 وکلاء کا پینل ہے ان سے کوئی بھی کام لیا سکتا ہے۔

سٹیج پر سب سے آخر میں امیر جماعت اہلحدیث پاکستان شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی تشریف لائے تو انھوں نے اپنے خطاب کا آغاز قرآن مجید کی اس آیت کریمہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا سے کیا اور کہا کہ ہم دو پرچم لے کر میدان میں آئے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو دیا تھا اور جو آیت میں نے پڑھی ہے اس میں اصْبِرُوا کا تعلق صبر سے ہے اور ظاہر ہے کہ سب سے بڑا صبر اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت وفرمانبرداری ہے اسی کو ہی استقامت کہتے ہیں اور وَصَابِرُوا کا تعلق تلقین سے ہے یعنی اپنے رفقاء اور معاشرے میں اللہ کے راستے میں استقامت اختیار کرنے کی تلقین اور اہتمام کرتا ہے اور وَرَابِطُوا سے مراد رابطہ رکھنا یعنی جماعت کو زندہ رکھنے کے لیے مربوط اور منظم رہنا بہت ضروری ہے اور یہ اسی وقت ہی ممکن ہوگا جب ہر فرد اس حقیقت کو محسوس کرے۔ حضرت الامیر نے کارکنان کو تجویز پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہر ضلع میں اپنا ایک بیت المال قائم کریں وہ اس لیے کہ کوئی بھی پروگرام کرتے وقت آپ کو کسی قسم کی پریشانی نہ ہو۔ تمام جماعتی احباب مرکزی دفتر سے ہر لحہ منسلک اور منظم رہنے کی ہر ممکنہ کوشش کریں۔ یوں یہ فقید المثال پروگرام سرپرست جماعت اہلحدیث پاکستان حافظ عبدالوحید روپڑی کی رقت آمیز دعائے خیر سے اختتام پذیر ہوا۔

خطبات شاہد جلد 4 کی تقریب رونمائی

ابوثوبان محمد سلیمان شاکر ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث پنجاب

عبادات میں خطبہ جمعہ ایک خاص اہمیت کا متحمل ہے جس میں انسان ہفتہ بھر کی غفلتوں سے توبہ تائب ہو کر عزم نو سے زندگی گزارنے کا عہد کرتا ہے۔ خطبہ جمعہ ایک مکمل institution ہے جو مسلمان کی عملی زندگی کو اجاگر کرنے میں کارگر ثابت ہوتا ہے۔ اسی لئے اس کے اجر وثواب پر زور دیتے ہوئے بتایا گیا کہ جو کامل یکسوئی سے اس عبادت کو بجالاتا ہے اس کے 10 دنوں کے گناہ اللہ معاف فرمادیتے ہیں۔ اس ترغیب کے ساتھ ساتھ بطور وعید یہ بھی فرمایا گیا کہ جو مسلسل 3 جمعے چھوڑدے اس کے دل پر منافقت کی مہر لگ جاتی ہے اس فضیلت کے ساتھ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اشاعت اسلام اور فروغ علم کے لئے کتاب ایک بہترین معلم کی حیثیت رکھتی ہے بالخصوص ایسی کتب جو کسی خطیب ومقرر کے ارشادات عالیہ کا مجموعہ اور اس کے جہاں دیدہ افکارات کا ماحصل ہوں گویا کہ یہ ایک ایسی صدف ہوتی ہے جو اپنے اندر بیشمار گوہر نایاب سموئے ہوئے ہو۔

امیر جماعت اہلحدیث پنجاب محترم جناب میاں محمد سلیم شاہد حفظہ اللہ اس حوالہ سے منفرد شخصیت کے حامل ہیں جو شعبہ صحافت سے منسلک ہونے کے ساتھ فن خطابت سے بھی وابستہ ہیں۔ ادبی دنیا میں اپنی 2 تصانیف ''میں نے کہا'' اور ''شاہد نامہ'' کی ریکارڈ مقبولیت کے بعد موصوف نے اپنے خطبات کو سپرد قرطاس کرنے کا ارادہ فرمایا اور اپنے خداداد مزاج نفاست کے مطابق یہ فرائض معروف مصنف ومحقق محترم مولانا طیب محمدی حفظہ اللہ کو تفویض کئے۔ قاری صاحب نے جہد مسلسل اور محنت شاقہ سے امیر محترم کے بیانات کو قرآن وسنت کی دلآویز مہک سے معطر کر کے تھوڑے ہی عرصہ میں یکے بعد دیگرے 3 جلدیں عوام الناس کے ہاتھوں تک پہنچادیں۔ قاری صاحب کی بھرپور محنت، عوامی مقبولیت اور دوررس نتائج نے محترم میاں صاحب کے حوصلوں کو جلا بخشی اور انہوں نے جیب خاص سے زر کثیر صرف کر کے مزید 21 تقاریر کو 623 صفحات کی ضخامت دیگر زیور طباعت سے آراستہ فرمادیا۔ ''خطبات شاہد 4'' ہر لحاظ سے ممتاز اور عزت افزاء ثابت ہوئی' ملک کے طول وعرض میں مقیم مذہبی اسکالرز اور اہل علم ودانش کو بذریعہ TCS ''خطبات شاہد کا یہ نادر تحفہ ارسال کیا گیا۔ لاہور کی ایک ملاقات کے دوران جب ہم نے فضیلۃ الشیخ حضرت حافظ عبدالوہاب روپڑی حفظہ اللہ سے ''خطبات شاہد 4'' پر تبصرہ لکھنے کو کہا تو آپ نے مسکراہٹ کے پھول عنایت فرماتے ہوئے فقط یہی فرمایا کہ میرا قلم اس کتاب پہ تبصرہ کرنے سے قاصر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ قائد محترم کے یہ لفظ ہی سب سے بڑا تبصرہ ہیں۔

الغرض اگلا مرحلہ اس خوبصورت کتاب کی تقریب رونمائی کا تھا اس کے لئے بھی میاں صاحب کی رابطہ مہم اپنی مثال آپ تھی حقیقت تو یہ ہے کہ موصوف اپنی ذات میں ایک مکمل تحریک ہیں اور بیک وقت کئی امور خوش اسلوبی سے سرانجام دینے کی صفت سے باری تعالیٰ نے ان کو متصف فرمایا ہے۔ مذہبی' سماجی' ادبی اور سیاسی حلقوں سے ہمہ وقت رابطہ اور پروگرام کی تشکیل یقیناً ایک مشقت طلب امر تھا مگر الحمدللہ بہت جلد ہر کام نہایت نفاست سے طے پایا گیا اس شوق کارواں میں گاہے بگاہے گرد کارواں کی حیثیت سے ہمیں بھی جب حکم ہوا ہم نے اپنی خدمات کو پیش کیا۔ تقریب کے مہمان خصوصی کے لئے پنجاب کے آئی جی (جیل خانہ جات) محترم میاں فاروق نذیر صاحب سے رابطہ کیا گیا اور انہوں نے محبت کا اظہار کرتے ہوئے آنے کا وعدہ کرلیا۔

19 فروری 2014ء بروز بدھ بعد نماز عصر پاکٹ ہال گوجرانوالہ میں اس روح پرور تقریب کا آغاز قاری القرآن محترم حافظ عرفان بشیر کی تلاوت سے ہوا مرکز عثمان اہلحدیث کھیالی کے مدرس قاری

علی شیر محمدی نے منظوم کلام کے ساتھ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں گلہائے عقیدت پیش کئے۔ مقررین کے اظہار خیال کا سلسلہ شروع ہوا تو محترم حافظ عبدالقدیر بٹ (سیکرٹری اطلاعات جماعت اہلحدیث پنجاب) مولانا عبدالحمید سلفی (امیر جماعت اہلحدیث ضلع شیخوپورہ) مناظر اسلام مولانا حکیم محمد صفدر عثمانی، حضرت مولانا غازی عباس ضیاء (امیر جماعت اہلحدیث ضلع گوجرانوالہ) نوجوان عالم دین حضرت مولانا اعظم طارق بھٹوی، حضرت مولانا حجاج اللہ صمدانی (ناظم اعلی جماعت اہلحدیث ضلع گوجرانوالہ) اور مصنف کتب کثیرہ حضرت مولانا حافظ عبدالشکور شیخوپوری نے ''خطبات شاہد 4'' کے متعلق اپنے جذبات و احساسات بیان فرمائے۔

اسی اثناء میں مہمان خصوصی محترم جناب میاں فاروق نذیر (آئی جی پنجاب) ایلیٹ فورس کی جانباز سکیورٹی کے حصار میں میاں صاحب کے ہمراہ ہال میں جلوہ نما ہوئے۔ راقم نے فرائض نقابت نبھاتے ہوئے آنے والے معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ محفل میں ہر طبقہ فکر کے لوگوں کا جم غفیر تھا اور علماء کرام، شیوخ الحدیث کے ساتھ ساتھ پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا کے نمائندوں کی ایک کثیر تعداد بھی موجود تھی۔ سلسلہ خطابات کو آگے بڑھاتے ہوئے محترم مشتاق احمد گکھڑوی (سابق ڈسٹرکٹ انفارمیشن گوجرانوالہ) ماہر تعلیم سید سجاد مسعود چشتی صاحب، ممتاز قانون دان جناب مہر امین ایڈووکیٹ، شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ ؒ کے فرزند ارجمند صاحبزادہ حافظ محمد عمران عریف (ناظم اعلی مرکزیہ گوجرانوالہ) ممتاز جرنلسٹ محترم آصف صدیقی صاحب، حضرت مولانا محمد ابرار ظہیر (چیف ایڈیٹر ہفت روزہ ''نوید ضیاء'' گوجرانوالہ وسیکرٹری اطلاعات مرکزی جمعیت اہلحدیث پنجاب) شیر دل قیادت حضرت مولانا محمد مشتاق چیمہ (جنرل سیکرٹری قومی امن کمیٹی ضلع گوجرانوالہ) معروف شاعر محترم جان کاشمیری ڈی ایس پی جناب غلام عباس اور مسلک دیوبند کے بزرگ عالم دین حضرت مولانا محمد حسن حقانی کو دعوت سخن دی گئی۔ اس دوران زینت محفل امیر ملت اسلامیہ شیخ الحدیث حضرت حافظ عبدالغفار روپڑی مدظلہ العالی (امیر جماعت اہلحدیث پاکستان)

قائد انقلاب مفسر قرآن حضرت حافظ عبدالوہاب روپڑی مدظلہ العالی (فاضل ام القری یونیورسٹی مکہ مکرمہ، ناظم امور سیاسیہ جماعت اہلحدیث پاکستان) اپنے مخلص رفقاء سفر مولانا جابر حسین مدنی (فاضل مدینہ یونیورسٹی) اور قاری محمد فیاض صاحب کے ہمراہ تشریف لا چکے تھے۔ قلت وقت اور معزز مہمانان ذی القدر کی کثرت ہمیں تذبذب میں مبتلا کئے تھی بہر کیف محترم آئی جی صاحب کی سرکاری مصروفیات اور قیمتی وقت کا احساس بھی ملحوظ خاطر رکھنا از حد ضروری تھا لہٰذا آخر الذکر تمام قابل صد احترام شخصیات کے خطابات عالیہ پہ ہی اکتفا کرتے ہوئے مرتب ''خطبات شاہد 4'' محترم قاری طیب محمدی صاحب اور محترم جناب میاں محمد سلیم شاہد صاحب نے کتاب کے اغراض و مقاصد بیان فرماتے ہوئے شرکاء محفل کا شکریہ ادا کیا اور شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی حفظہ اللہ کے اختتامی کلمات اور دعائے خیر کے ساتھ یہ تقریب ہزاروں دلوں پر یادوں کے نقوش ثبت کرکے اختتام پذیر ہوئی۔

پریس ریلیز

گوجرانوالہ جماعت اہلحدیث پنجاب کے ناظم اعلی مولانا محمد سلیمان شاکر نے کہا ہے کہ ہماری پریشانیوں کا حل استغفار میں موجود ہے گردش حالات میں مسلمان توبہ استغفار کو اپنا معمول بنالیں اللہ کا وعدہ ہے کہ میں آسمان سے رحمت و برکات کے دروازے کھول دوں گا۔ مرکز عثمان اہلحدیث کھیالی میں ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بالخصوص نسل نو کی تعمیر کردار کے لئے مثبت انداز تبلیغ اپنائیں نوجوان کسی بھی معاشرے کی ترقی و تنزلی میں خاص اہمیت کے متحمل ہیں بے راہ روی اور مغربی کلچر نے مسلمانوں پر مصائب کے دروازے کھول دیئے ہیں وطن عزیز کا ہر فرد غم و الم میں مبتلا ہے ایسے حالات میں رجوع الی اللہ کا اہتمام ہماری تمام مشکلات میں کارتریاقی ثابت ہوگا۔

[منجانب: حافظ عبدالقدیر بٹ سیکرٹری اطلاعات
جماعت اہلحدیث پنجاب]

تبصرہ کتاب

نام کتاب: خطبات شاہد
خطیب: میاں محمد سلیم شاہد
جلد: چہارم
ناشر: پائیلٹ پبلی کیشنز، گوجرانوالہ
تبصرہ نگار: حافظ عبدالوہاب روپڑی حفظہ اللہ

اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں ایسے افراد پیدا کیے ہیں جنھوں نے رزق حلال کے حصول کے لیے جائز ذرائع کا انتخاب کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی توانائیاں دین حنیف کی خدمت کے لیے صرف کیں اور ان کی تبلیغ اور مواعظ سے بیشتر لوگ مستفید ہوئے اور وہ شرک و بدعت کو ترک کر کے خالص کتاب و سنت پر عمل کرنے والے بن گئے۔ اُن میں سے ایک ہمارے ممدوح میاں محمد سلیم شاہد امیر جماعت اہلحدیث صوبہ پنجاب ہیں۔ ان کے مواعظ سے کئی لوگوں کے عقائد کی اصلاح ہوئی ہے۔ ہمارے ممدوح بیک وقت کئی خوبیوں کے مالک ہیں وہ تاجر اور سیاسی بصیرت رکھنے کے ساتھ ایک نامور صحافی اور بہترین منتظم اور اعلیٰ درجے کے خطیب ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے یہ میسر آجائے ﴿ذلک فضل الله یوتیه من یشاء﴾

موصوف نے جامع مسجد حسن بن علیؓ میں جو خطبات جمعہ ارشاد فرمائے اُن کو کتابی شکل میں شائع کیا گیا۔ یہ اس سلسلہ کی چوتھی کڑی ہے اس کے تین حصے پہلے کتابی شکل میں طبع ہو کر عامۃ الناس کے ہاتھوں میں آچکے ہیں۔ حقیقت میں میاں صاحب کا انداز اور اسلوب بڑا بہترین ہے کہ مشکل سے مشکل مسائل کو آسان انداز میں عامۃ الناس کو سمجھاتے ہیں اور یہ خطبات شاہد کا حصہ چہارم بھی مختلف موضوعات کا مجموعہ ہے۔

موصوف نے اپنا ہدف عقیدہ توحید اور اتباع رسول کو رکھا اور ہر بات کو احسن انداز سے باحوالہ بیان کیا ہے تاکہ ایک قاری کو کسی سے گفتگو کرتے ہوئے کوئی پریشانی نہ ہو۔ انھوں نے اپنے دلائل میں قرآن مجید کی آیات مبارکہ اور صحیح احادیث مبارکہ کو پیش کرتے ہوئے ضعیف اور موضوع روایات سے اجتناب کیا ہے۔ اس وصف کا حامل ہونا ایک خطیب کے لیے بہت بڑے اعزاز کی بات ہے اور ایسے وصف سے متصف خطیب ہی لوگوں کی صحیح رہنمائی کر سکتا ہے۔ اگرچہ یہ کام بڑا محنت طلب اور انتہائی مشکل ہے لیکن اس کا حامل ہونا خطیب کے لیے شرف اور اس کی عظمت کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ خطبات شاہد سادہ اسلوب کے باوجود ایسی پر کشش ہے کہ اسے پڑھتے ہوئے ایک قاری کبھی اُکتاہٹ کا شکار نہیں ہوتا بلکہ توحید و سنت کے پھولوں کو اپنے دامن میں سمیٹتا چلا جاتا ہے۔

موصوف نے اپنا مشن دعوت و تبلیغ کو بنایا ہوا ہے اور یہی مشن انبیاء کرام علیہم السلام کا تھا اور اسی مشن کی ترویج و اشاعت کیلئے خطبات شاہد جلد چہارم کو طبع کیا گیا ہے تاکہ لوگوں کے عقائد درست ہو سکیں اور انھیں زندگی میں پیش آنے والے روزمرہ کے مسائل کا حل میسر آسکے۔ اس کے ساتھ اصلاح معاشرہ کے لیے بنیادی چیزوں کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔ حقیقت میں یہ کتاب ایک بڑی مفید اور عمدہ کاوش ہے جو علماء، خطباء، طلباء اور عوام الناس کے لیے یکساں مفید ہے۔ باعث مسرت بات یہ ہے کہ موصوف نے رضائے الٰہی کی خاطر اسے بلاقیمت یعنی فری تقسیم کیا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو عامۃ الناس کے لیے ہدایت کا ذریعہ اور موصوف اور ان کے والدین کے لیے توشۂ آخرت بنائے۔ آمین

دعائے مغفرت

جامعہ اہلحدیث لاہور کے طالب علم محمد انصر سیالکوٹی کے چچا جان مختصر علالت کے بعد چند روز قبل انتقال کر گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم خوش اخلاق، مہمان نواز انسان تھے۔ تمام قارئین دعا کریں اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین

[دعا گو: طلباء جامعہ اہلحدیث لاہور]

ضرورت برائے امام وخطیب

شہر لاہور کے اندر اگر کسی اہلحدیث مسجد یا درسگاہ میں امام اور پنجابی خطیب کی ضرورت ہو تو درج ذیل نمبر پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ [0301-6816361]

اتحادِ اُمت کانفرنس کی روداد

حافظ محمد شریف اشرف

قصبہ ارزانی پور کا تحصیل چونیاں کے ترقی پذیر قصبوں میں شمار ہوتا ہے۔ پہلے ادوار میں یہاں بڑی بڑی کانفرنسیں منعقد ہوتی رہی ہیں جن میں نامور علمائے کرام بابا جی صمصام، روپڑی اور لکھوی خاندان کے چشم و چراغ حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ، حافظ عبدالقادر روپڑیؒ، مولانا محی الدین لکھویؒ، مولانا معین الدین لکھویؒ، شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ، شعرائے کرام و دیگر تشریف لاتے تھے۔ اسی قصبہ میں ایک بزرگ شخصیت مولانا صوفی وزیر احمد مرحوم ہوا کرتے تھے جن کو پورا قصبہ ولی اللہ اور درویش تصور کرتا تھا۔

حال ہی میں متحدہ جمعیت اہلحدیث ضلع قصور کی طرف سے "اتحادِ اُمت کانفرنس" کا انعقاد کیا گیا۔ جس سے مناظر اسلام حافظ عبدالوہاب روپڑی ناظم الامور سیاسیہ جماعت اہلحدیث پاکستان، میاں محمد جمیل کنوینر تحریک دعوت توحید پاکستان، سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، پروفیسر عبیدالرحمٰن محسن، حافظ محمد اکبر اسد، انجینئر اُسامہ بخاری نے ولولہ انگیز تقاریر فرمائی ہیں۔

تمام مقررین نے کہا کہ اُمت مسلمہ اپنے صحیح اعتقادات کی بدولت زندگی کے ہر میدان میں تمام مذاہب اور تہذیبوں پر غالب رہی اور یہ عروج ترقی ہماری اپنی سستی کی وجہ سے زوال پذیر ہوئی۔ ہم نے اسلام، اسلامی تعلیمات سے منہ موڑا، اتحاد و اتفاق کے دامن کو چھوڑ کر اختلافات اور فرقہ واریت کا شکار ہوئے جس سے ہماری وحدت پارہ پارہ ہوئی تو عزت ذلت اور ترقی پستی میں تبدیل ہوگئی۔ دشمنان اسلام کو ہمارے اوپر چڑھ دوڑنے کا موقع میسر آگیا۔ انھوں نے ہمارے علاقے چھین لیے، عزتیں تار تار کردیں، وسائل پر قبضہ کرلیا۔ اسلامی تہذیب کے آثار مٹانا شروع کردیے اور جو دین کے پیروکار تھے ایک دوسرے کے خلاف کھڑے ہوگئے ہیں۔

انھوں نے کہا کہ دورِ حاضر میں اس وقت جہاں اللہ تعالیٰ کی توحید پر حملہ وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت، کلام اللہ کے تقدس الغرض دشمنان اسلام نے تخریب کاری کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ ایسے پریشان کن حالات میں ہمیں اپنی صفوں کے اندر اتحاد پیدا کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامو، آپس میں پھوٹ نہ ڈالو اور اس نعمت کو یاد کرو جب تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اللہ تعالیٰ نے تمھارے دلوں میں اُلفت ڈال دی، پس تم بھائی بھائی بن گئے، تم آگ کے گڑھے کے قریب تھے تمھیں اس نے بچالیا۔ [آل عمران]

موجودہ نازک ترین حالات میں ہمیں ذیلی اختلافات کو بھلا کر اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرنا چاہیے۔ اپنے اپنے خول اور دائرہ کار سے نکل کر اپنی جدوجہد کا دائرہ وسیع کرنا چاہیے۔ درگزر، ایثار اور محبت کا مظاہرہ کرنا چاہیے کیونکہ موجودہ صورتحال میں اہل حق کے لیے لازمی ہے کہ وہ آگے بڑھیں۔ دشمنان اسلام کی سازشوں کو بے نقاب کریں، محراب و منبر کو اُمت کے اتحاد کے لیے استعمال کریں۔ انتشار کی فضا کا خاتمہ اپنی تقاریر اور تحریر میں اعتدال کی راہ اختیار کریں۔ دیگر مسالک اور ان کے علماء کا احترام کریں۔ اُمت مسلمہ کی بقاء اور احیاء، کامیابی، کامرانی اور اتحاد قرآن و سنت کی تعلیمات پر عمل کرنے میں ہے۔ قرآن و سنت اور توحید سے دوری کی وجہ سے اُمت کا شیرازہ بکھر گیا، اُمت گروہوں میں تقسیم ہوگئی۔

علمائے کرام کے خطابات نے سامعین کو بے حد متاثر کیا اور اس کانفرنس کی کامیابی کا سہرہ متحدہ جمعیت اہلحدیث ضلع قصور کے ناظم مولانا محمد حنیف آف مستووال کے سر ہے۔ بہترین انتظامات کے علاوہ اس کانفرنس میں دیگر علاقہ جات کے لوگوں نے قافلوں کی شکل میں بھرپور شرکت کی۔ یہ کانفرنس فروعی اختلافات کے خاتمہ میں ممد و معاون ثابت ہوگی۔ مہمانانِ خصوصی میں مولانا محمد ادریس ربانی، مولانا عبدالرحیم، قاری شوکت علی صدیقی، حافظ محمد ظہیر، مولانا محمد یوسف ساجد، سید محمد حسن شاہ بخاری، سید ذوالقرنین شاہ، مولانا حکیم خلیل اللہ قصوری شامل تھے۔ ملکی سالمیت اور اتحاد و اتفاق کے لیے خصوصی دعا کے بعد یہ کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

☆……☆……☆

جماعتی خبریں

38ویں سالانہ سیرۃ النبی ﷺ کانفرنس سے تاریخی خطاب

جامعہ محمدیہ اہلحدیث خان پور ضلع رحیم یار خان کے زیر اہتمام تین روزہ فقید المثال 38ویں سالانہ سیرۃ النبی کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس اور جامعہ کے بانی علامہ قاری عبدالوکیل صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اور اس جامعہ کا سنگ بنیاد فضیلۃ الشیخ محمد بن عبدالسبیل امام وخطیب مسجد الحرام مکہ مکرمہ نے اپنے دست مبارک سے رکھا ہے یہ جامعہ ملک کی ممتاز اور مثالی تعلیم وتربیت کا مرکز ہے۔ اس عظیم الشان کانفرنس کے مہمان خصوصی فضیلۃ الشیخ محمد بن سعد الدوسری حفظہ اللہ مدیر مکتب الدعوۃ السعودیہ اسلام آباد تھے۔ کانفرنس سے ملک بھر کے ممتاز، جید علمائے کرام، محدثین و مفکرین اور دانشور علماء نے خطابات کیے جن میں سے میرے قائد محترم ناظم الامور السیاسیہ جماعت اہلحدیث پاکستان مفسر قرآن مناظر اسلام حافظ عبدالوہاب روپڑی کا مفکرانہ اور دانش مندانہ اور تاریخی خطاب اپنی مثال آپ رہا ہے۔

جماعت اہلحدیث تحصیل ٹاندلیانوالہ کے پرزور اصرار پر آپ نے ان کی دعوت قبول کرتے ہوئے خطبہ جمعۃ المبارک مرکزی جامع مسجد اہلحدیث کو تحصیل ٹاندلیانوالہ میں ارشاد فرمایا۔ عوام الناس کا جم غفیر اس قدر تھا کہ مسجد وسیع وعریض ہونے کے باوجود تنگ دامنی کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ بعدازاں سیرۃ النبی کانفرنس کے لیے آپ جامعہ اہلحدیث خان پور کے لیے عازم سفر ہوئے اور بروز ہفتہ دوپہر 1 بجے جلسہ گاہ میں پہنچے تو حاضرین جلسہ نے آپ کا خوب استقبال کیا جو کہ لائق تحسین تھا اس باسعادت سفر میں قاری فیاض احمد بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

نماز ظہر کے بعد آپ کو دعوت خطاب دی گئی تو آپ نے علامہ قاری عبدالوکیل صدیقی مرحوم کی خدمات جلیلہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ خدمت اسلام کے لیے دی گئی اُن کی قربانیاں ناقابل فراموش ہیں بلکہ تاریخ اہلحدیث میں سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہیں انھوں نے کہا ملک پاکستان جسے لا الہ الا اللہ کی بنیاد پر حاصل کیا گیا تھا افسوس آج شرک وبدعات کی آماجگاہ بن چکا ہے اور فرقہ پرستی عام ہو چکی ہے۔ ایسے ناسازگار حالات میں اہلحدیث علماء کی ذمہ داری اور زیادہ ہو جاتی ہے کہ وہ باہمی اُلفت ومحبت سے عامۃ الناس میں توحید وسنت کی شمع کو روشن کریں اور اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے عامۃ الناس سے بھی اپیل کی کہ وہ اپنی صفوں میں اتفاق واتحاد پیدا کریں جو کہ وقت کا اہم تقاضا ہے۔

یاد رہے یہ اتحاد صرف اور صرف کتاب وسنت پر کما حقہ عمل پیرا ہونے سے ہی قائم ہو سکتا ہے اور قائم رہ سکتا ہے، اس کے علاوہ کسی تیسری چیز پر قوم متحد نہیں ہو سکتی۔ انھوں نے ارباب اقتدار کو مخاطب کر کے کہا کہ لا الہ الا اللہ کے نام پر حاصل کیے گئے ملک میں ہر طرف چوری، ڈکیتی قتل وغارت اور عصمت دری عام ہے۔ ظالم کھلے عام پھر رہے ہیں اُن کی گرفت کرنے والا کوئی نہیں اور بچاری مظلوم عوام تم ظریفی سے تنگ آ چکی ہے کوئی اُن کا پرسان حال نہیں۔ خدارا ملک کی حالت زار پر رحم کریں، صرف بیان بازی تک ہی نہ رہیں اگر وطن عزیز میں امن قائم کرنا ہے تو پاکستان کے اصل مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے میدان عمل میں آنا ہوگا اور پاکستان کی مخالف قوتوں سے نمٹنے کے لیے اپنی عوام کو اعتماد میں لینا ہوگا، غریب ولاچار عوام پر ڈرون حملے کروا کر ڈالر کمانے والے اور لوگوں کی عزت وآبرو کی دھجیاں اُڑانے والے افراد کو کیفرِ کردار تک پہنچانا ہوگا۔

[رپورٹ: وقار عظیم بھٹی میر محمدی]

دعائے مغفرت

گزشتہ دنوں جامع مسجد القدس اہلحدیث رحمن گلی نمبر 5 کے نمازی اور حافظ عبدالوہاب روپڑی حفظہ اللہ کے مخلص دوست محترم شیخ وسیم کی والدہ محترمہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئی ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، نیک سیرت، نرم مزاج اور سادہ طبیعت خاتون تھیں۔

مرحوم کی نماز جنازہ شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی حفظہ اللہ امیر جماعت اہلحدیث پاکستان نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں اہل علاقہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ ادارہ شیخ صاحب کے غم میں برابر کا شریک ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین

[ادارہ]

حاجی محمد اکرم کو صدمہ

جماعتی حلقوں میں یہ خبر انتہائی حزن وملال سے پڑھی جائے گی کہ ہمارے ممدوح حاجی محمد اکرم کے والد محترم 16 مارچ بروز اتوار قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ راقم الحروف کی ان بزرگوں سے بالمشافہ ملاقات تو نہیں ہوئی لیکن ان کے صاحبزادے حاجی محمد اکرم کے جذبات کی ترجمانی پیش خدمت ہے۔ مرحوم متقی و پرہیزگار، صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ خوش اخلاق اتنے کہ جب کوئی ان سے ملتا یوں سمجھتا کہ وہ میرے ساتھ سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ مہمان نواز اتنے کہ گھر میں آئے ہوئے مہمان کی بلا امتیاز خوب خاطر تواضع کرتے تھے۔ آپ وسیع القلب اور مدبرانہ سوچ رکھتے تھے تنگ نظری ان کے قریب نہیں پھٹکتی تھی۔

مرحوم نرم مزاج اور سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ علمائے کرام کے بہت قدردان تھے اور مسلکی محبت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی آپ دینی مدارس کے ساتھ حسب استطاعت دل کھول کر تعاون کرتے تھے۔ سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ کے شیدائی تھے بلکہ خاندان روپڑیہ اور حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کی خدمات کا تذکرہ ان کی زبان زد عام تھا اور یہ بات الحمدللہ ان کے صاحبزادے حاجی محمد اکرم میں موجود ہے اللہ تعالیٰ اس پرخلوص عقیدت ومحبت کو تادیر قائم رکھے۔ ہم حاجی محمد اکرم کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

[دعا گو: وقار عظیم بھٹی میر محمدی]

ضروری اعلان

جماعت اہل حدیث لاہور کی کابینہ کا ماہانہ اجلاس مورخہ 13 اپریل بروز اتوار بعد از نماز ظہر مرکزی دفتر جامع القدس رحمن گلی نمبر 5 چوک دالگراں لاہور زیر سرپرستی امیر جماعت اہلحدیث پنجاب میاں محمد سلیم شاہد اور زیر نگرانی سیکرٹری اطلاعات جماعت اہلحدیث پاکستان مولانا شکیل الرحمن منعقد ہوگا اور صدارت حضرت الامیر شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی حفظہ اللہ کریں گے (ان شاء اللہ)۔ اجلاس میں تنظیمی جائزہ لیا جائے اور کارکنان کو آئندہ کے لائحہ عمل سے آگاہ کیا جائے گا۔

[منجانب: مولانا شاہد محمود چناڑ امیر جماعت اہلحدیث لاہور
0322-4301600]

حضرت الامیر کے نام ایک مکتوب

محترم جناب شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی صاحب حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث باقاعدگی سے موصول ہو رہا ہے اس کے تمام تر مضامین اچھے ہوتے ہیں۔ خاص طور پر پروفیسر میاں عبدالمجید حفظہ اللہ ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث پاکستان کا اداریہ اور حافظ عبدالوحید روپڑی سرپرست جماعت اہلحدیث پاکستان کا درس حدیث قابل تعریف ہے، اس کے علاوہ باقی مضامین بھی اپنی مثال آپ ہوتے ہیں۔ آخر میں اتنا ضرور لکھوں گا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اس رسالے کو وہ ترقی نصیب کرے جس کا وہ حق رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے معاونین کو مزید ترقی نصیب فرمائے۔ آمین

والسلام

عبداللہ عابد بلوچ

اعزاز

وفاق المدارس کے زیر اہتمام ہونے والے تحریری مقابلہ میں جامعہ اہلحدیث لاہور کے تمام طلباء نے الحمدللہ نمایاں پوزیشنیں حاصل کی ہیں جو کہ ادارہ کے لیے بڑے اعزاز کی بات ہے۔ [ادارہ]

WEEKLY
TANZEEM AHL-E-HADITH
CPL-104
LAHORE